ارشادات القرآن

حصۂ دوم

مسمّٰے بہ

نفائس القصص والحکایات

(حصۂ اوّل)

جس میں نہایت سلیس اُردو میں قرآن مجید کے قصّے جمع کئے گئے ہیں

مؤلفہ

خان صاحب مولوی فتح محمّد خان جالندھری

مصنّف مصباح القواعد و مؤلف الاسلام و مترجم قرآن مجید

مؤلف کی نظر ثانی اور ترمیم کے بعد اُن کی اجازت سے

حسب فرمائش شمس الدین تاجر کتب جالندھر

سنہ ۱۹۰۷ء

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں طبع ہوا

اردو م ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیمت فی جلد ۶ /

الاسلام

جب بچے اُردو لکھنے پڑھنے پر قادر ہو جاتے تو سب سے پہلے جو کتاب اُس کو پڑھانی چاہیئے وہ "الاسلام" ہے۔ یہ اسلام کے عقائد ضروریہ میں ایک نہایت ضروری اور بہترین کتاب ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ ہر مسلمان کو اپنے مذہب کے عقائد سے واقف ہونا اور ان کو خدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق درست رکھنا چاہیئے۔ اگر عقائد درست نہیں تو اعمال برباد ہیں۔ جناب مولوی محمد علی صاحب سابق ناظم ندوۃ العلما اور مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب بانیِ مدرسۂ احمدیہ آرہ اور دیگر علمائے کرام نے اس کو بہت پسند فرمایا ہے۔ شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب کی رائے بھی اس میں مندرج ہے اور انہوں نے اس کو بہ نظر اصلاح بھی دیکھا ہے۔ چونکہ مولوی صاحب نہایت سخن شناس ہیں اس لیئے انداز بیان سے بہت خوش ہو کر جا بجا "گڈ" "ویری گڈ" "نائس" "ویری نائس" "جزاک اللہ" وغیرہ الفاظ تحسین فرمانے جاتے ہیں۔ خدا کی توحید کا جو اصل اصولِ اسلام ہے بچوں کی سمجھ کے مطابق جیسا عمدہ بیان اس کتاب میں ہے یقیناً کسی کتاب میں نہیں۔ بعض اسلامی ریاستوں اور انجمنوں میں اس کی خوبیوں نے اس کو داخل نصاب مذہبی کرا دیا ہے۔ اگر آپ اپنے بچوں کو صحیح الاعتقاد بنانا چاہتے ہیں تو یہ کتاب اُن کو ضرور پڑھوائیے ◆ قیمت ۸/

قواعد اسلامی

بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کے لئے کئی قاعدے لکھے گئے ہیں مگر نہایت وثوق کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ قواعد اسلامی سب سے عمدہ اور مفید ہیں اور اُن کو پڑھ کر بچے قرآن مجید اُس قدر جلد پڑھ لیتے ہیں جس قدر جلد ممکن ہے۔ یہ قاعدے ایسے طرز پر لکھے گئے ہیں کہ ان سے قرآن کا پڑھنا بہت سہل ہو جاتا ہے۔ کوئی وقت ایسا تھا کہ قواعد بغدادی بہت کار آمد سمجھے جاتے تھے اور اب بھی مکتبوں میں پڑھائے جاتے ہیں مگر جو فوائد قواعد اسلامی میں ہیں وہ کسی قاعدے میں نہیں۔ قواعد کے پڑھانے سے جو اصل غرض ہے۔ وہ ان سے بخوبی حاصل ہوتی ہے۔ ان قواعد کے دو جُداگانہ حصے ہیں اور ہر ایک حصے کی قیمت آدھ آدھ آنہ یعنی دونوں حصوں کی قیمت ایک آنہ ہے ◆

───◆───

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ طبع ثانی

یہ کتاب اور اس کا پہلا حصہ "ارشادات القرآن" اپنی طرز میں بالکل نئی کتابیں اہل اسلام کے سامنے پیش کی گئی تھیں۔ ہر چند امید یہی تھی کہ ارباب دانش و بینش ان کو نہایت پسند فرمائیں گے۔ مگر جو خیالات انھوں نے ان کے بارے میں ظاہر کئے ہیں وہ توقع سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اور مجھے اُن کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہئیے ✣

عام اہل اسلام کی رغبت و توجہ بھی قابل ستائش ہے۔ کہ باوجودے کہ ان کتابوں کی اشاعت میں بہت ہی کم کوشش ہوسکی تھوڑے ہی عرصے میں اس حصے کے تمام نسخے جو بتعداد کثیر چھپوائے گئے تھے ہاتھوں ہاتھ خرید لئے ✣

اَب یہ حصہ بعد نظر ثانی و ترمیم دوسری بار طبع ہوتا ہے۔ چونکہ یہ کتابیں

حقیقت میں خدا ئے عزوجل کا کلام ہے۔ اور سب مسلمانانِ اردو دان ان کو نہایت سہولت سے سمجھ سکتے ہیں۔ اس لیئے یقین کیا جاتا ہے۔ کہ انشاءاللہ بہت جلد ایسا وقت آجائیگا۔ کہ یہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے گھر گھر میں رائج ہو جائینگی۔ اور سب مرد اور عورتیں اور بچے اور بوڑھے ان کو شوق سے پڑھا کرینگے +

۱۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء
شہر جالندھر۔ کوٹ اچھی
(پنجاب)

فتح محمد خاں

اہلِ علم و فہم کی رائیں

دکن ریویو حیدرآباد دکن

ارشادات القرآن

کوئی کتاب ہمارے ملک میں اس قدر نہیں چھپتی اور نہیں بکتی جتنا قرآن شریف۔ اور پھر جس قدر اہتمام چھپائی لکھائی اور صحت کا اس کے لئے کیا جاتا ہے۔ شاید کسی دوسری کتاب کے لئے نہ کیا جاتا ہو۔ اور جو جو صنعتیں اور جو جو کمال اس کے خوشخط لکھنے اور اس کے آراستہ کرنے میں دکھایا گیا ہے وہ بھی شاید کسی کتاب کو نصیب نہ ہوا ہوگا۔ علاوہ اس کے حافظ ہزارہا موجود ہیں جو بقول کسے مع زیر زبر پیش رات بھر میں سارا قرآن شروع سے آخر تک سنا دیں۔ لیکن باوجود اس کے اگر یہ سوال کیا جائے۔ کہ کتنے مسلمان ہیں جو کلام خدا کو سمجھتے ہیں یا سمجھ کر پڑھتے ہیں تو ان کی تعداد اس قدر کم نکلیگی۔ کہ جسے سن کر حیرت ہو۔ تو کیا یہ کلام صرف اسی قدر لوگوں کے لئے نازل ہوا تھا؟ جب ہمارا یہ دعوے ہے۔ کہ قرآن سارے عالم پر اور ہر قوم اور ہر ملت کے

سے نازل ہوا ہے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ سارے عالم کو اس کے سمجھنے کے لئے عربی پڑھنا لازم ہے۔ بلکہ یہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اس کا ترجمہ کر کے تمام دنیا کی اقوام میں پیش کریں +

خیر اتنی توفیق تو ہمیں کہاں تھی۔ کہ ہم دوسری قوموں کے لئے اتنا بار اٹھائیں ہم اپنی ہی قوم کو کیوں نہ دیکھیں۔ جو قرآن کو کلام خدا مانتی ہے زبان سے سب مانتے ہیں مگر عملاً کوئی نہیں مانتا یہاں تک کہ جو سمجھ سکتے ہیں وہ بھی نہیں مانتے۔ عوام تو خیر معذور ہیں کہ عربی نہیں جانتے۔ اور عربی خوانوں کے نصاب تعلیم ہی میں قرآن داخل نہیں۔ وہاں فقہ وغیرہ پر سارا زور ہے۔ نہ انھیں قرآن پڑھایا جاتا ہے۔ اور نہ وہ خود پڑھیں۔ فقہ کی چاٹ ایسی پڑ جاتی ہے۔ کہ پھر دوسری چیز میں مزہ نہیں آتا۔ یہ جو آئے دن ذرا ذرا سی بات پر لٹھ چل جاتے ہیں اور آمین کے بلند آواز سے کہنے۔ ہاتھ سینے پر باندھنے یا ناف پر باندھنے رفع یدین کرنے۔ ایڑیاں ملا کر کھڑے ہونے یا الگ رکھنے پر تکرار، بڑھتے بڑھتے خون ہو جاتے ہیں تو اس کی کیا وجہ؟ یہی قرآن کا نہ جاننا۔ ہم نے ایک مستند عالم کو اپنے کانوں یہ کہتے سنا ہے۔ کہ "اسلام اور ایمان کے لئے صرف فقہ کا پڑھ لینا کافی ہے۔ حدیث اور قرآن کا پڑھنا محض تبرکاً ہے۔ اب تک ہم یہی سمجھے ہوئے تھے۔ کہ عوام ہی نے قرآن کو بالائے طاق رکھ دیا ہے مگر اب یہ معلوم ہوا کہ علما ان سے بھی دو قدم آگے ہیں۔ انھوں نے سرے سے ضرورت ہی نہ سمجھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک واعظ صاحب نے مسجد میں بڑے زور شور سے یہ وعظ کہا۔ کہ جو شخص امام کے پیچھے الحمد نہیں

پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ وعظ جب ختم ہو چکا تو ہمارے ایک بزرگ حضرت واعظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ کہ حضرت میں تو قسم کھاتا ہوں۔ جو آج سے نماز پڑھوں۔ واعظ صاحب نے فرمایا۔ توبہ کرو توبہ کرو یہ کیا کفر بکتے ہو۔ انھوں نے کہا حضرت میں کفر وفر کچھ نہیں جانتا۔ بات سنیے میری عمر اس وقت پچاس سال کی ہے۔ آج تک امام کے پیچھے میں نے کبھی الحمد نہیں پڑھی۔ تو ان پچاس برسوں کی عبادت تو رائگان گئی۔ اب فرض کیجئے میں نے الحمد پڑھنی شروع کر دی۔ پچاس سال بعد آپ سا کوئی اور واعظ آ گیا اور اس نے کہا کہ جو امام صاحب کے پیچھے الحمد پڑھیگا اس کی نماز نہ ہوگی۔ تو اس طرح میری تو ساری عمر غارت ہوئی اور میں کہیں کا نہ رہا۔ سو حضرت میں ایسی نماز سے باز آیا۔ غرض نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے۔ کہ ہم قرآن سمجھ کر نہیں پڑھتے ورنہ ان سب جھگڑوں کی جڑ کٹ جاتی۔

جن لوگوں نے مسلمانوں کے زوال وادبار کے اسباب پر غور کیا ہے انھوں نے سب سے بڑا سبب یہ بتایا ہے۔ کہ لوگوں نے قرآن پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اس پر علما کو نیز پرانی نئی روشنی والے تمام صاحبوں کو کامل اتفاق ہے لیکن کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ عمل ہو تو کیونکر ہو جسے ہم سمجھ ہی نہیں سکتے اس پر عمل کیسے کر سکتے ہیں۔ علما جن کا سب سے بڑا فرض تھا کہ قرآن کی تعلیم دیتے۔ اور قرآن کے ترجمے مختلف زبانوں میں شائع کریں وہ سب میں بیٹھے ہیں۔ وہ آپس میں تو تو میں میں کر لینے اور عوام پر عربی آیات پڑھ کر رعب جما لینے کو کافی سمجھتے ہیں۔ علاوہ اس کے قرآن کا ترجمہ کرنا اور اسے

الگ شائع کرنا اُن کے مذہب میں جائز نہیں - عربی سب پڑھ نہیں سکتے۔ ترجموں کا الگ شائع کرنا گناہ ٹھیرا - اب کام چلے تو کیسے اور کوئی مذہب کو سمجھے تو کیونکر - غرض نہ خود کریں نہ دوسرے کو کرنے دیں مطلب یہ کہ لوگ ان کے محتاج رہیں - اور ان کے حلوے مانڈے میں فرق نہ آئے ٭

ہمیں دل سے شکریہ ادا کرنا چاہئے مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری کا کہ انھوں نے کڑا دل کر کے اس نہایت ضروری کام کو سرانجام دیا - اور تمام اردو خوان مسلمانوں پر احسان عظیم کیا - انھوں نے بغرض سہولت ناظرین قرآن کا اردو ترجمہ دو حصوں میں کیا ہے - ایک حصے میں تو احکام اور عبادات و معاملات ہیں دوسرے میں قصص - پہلے کا نام ارشادات القران ہے دوسرے کا نفائس القصص والحکایا ترجمہ صاف سلیس زبان میں ہے - اب ہر شخص جو اُردو پڑھ سکتا ہے قرآن کے مطالب پر حاوی ہو سکتا ہے - اور کلام خدا کو اسی طرح سمجھ سکتا ہے جیسے ایک عربی دان مُلّا اور شاید اکثر ملاؤں سے بہتر - یہ دونوں حصے مصنف سے مل سکتے ہیں ٭



پیسہ اخبار - لاہور

ارشادات القران حصہ اول و حصہ دوم

مولوی فتح محمد خان صاحب نے اس نام سے نہایت سلیس اور عام فہم اُردو میں

مضامین قرآنی کو بڑی خوبی سے ترجمہ کیا ہے۔ تاکہ جو لوگ عربی نہیں سمجھ سکتے وہ اسے پڑھ کر تعلیم قرآن مجید سے واقف ہو جائیں۔ اور مولوی صاحب کو اس کام میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ پہلے ایڈیشن میں جس ترجمۂ قرآن مجید سے اس رسالے کو مرتب کیا گیا تھا دوسرے ایڈیشن میں اسے ترک کر کے اس سے بہتر ترجمہ کیا گیا اور چھپوایا بھی عمدہ گیا ہے۔ حصہ اول میں اردو زبان میں احکام قرآن ہیں اور حصہ دوم میں قرآنی قصے جمع کئے گئے ہیں ٭

ریاض الاخبار۔ گورکھپور

نفائس القصص والحکایات

یہ کتاب ارشادات القرآن کا دوسرا حصہ ہے۔ ارشادات القرآن میں مصنف علام مولوی فتح محمد خان صاحب نے احکام قرآنی کو نہایت سلیس اور شستہ زبان میں بیان کیا ہے۔ اور اس حصے میں قرآن پاک کے قصص و حکایات جو انسانی زندگی کے لئے ضروری امور ہیں۔ اُن کو بہت صاف اور پیاری زبان میں لکھا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو قرآن پاک کے معنی سے آگاہ نہیں ہیں یہ دونوں حصے بہت ضروری ہیں۔ بالخصوص لڑکوں اور لڑکیوں کے پڑھانے کے واسطے ہمارے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی کتاب مستقل طور سے قرآن پاک کے مطالب پر عبور کرانے کے لئے ایسی موجود نہیں ہے۔ اور ترجمے جو

ہماری زبان میں ہیں وہ یا تو لفظی ترجمے ہیں جو زبان کے تغیّر و تبدل سے اب زیادہ کارآمد نہیں ہیں۔ اور جو دو ایک ترجمے فی الحال کئے گئے ہیں وہ زیر متن ہونے کے باعث کوئی مستقل فائدہ لڑکوں کو نہیں پہنچا سکتے۔ ان ترجموں میں مصنّف علّام نے یہ بات بھی قائم رکھی ہے۔ کہ حتّے الامکان قرآنی معانی سے اجنبیت نہیں ہونے دی ہے۔ اور بھانتک امکان میں تھا سلسلے کا خیال رکھا ہے۔ قرآن کے سمجھنے والوں کے لئے یہ ترجمے ضرور مفید ہیں۔ اور ہم تمام مسلمانوں سے چاہتے ہیں۔ کہ وہ ان دونوں حصّوں کو اپنے اپنے خاندانوں میں پڑھائیں اور اسلامی مدارس میں بھی ان ترجموں کا داخل ہونا بہت ضروری امر ہے +

ہم مہتمم صاحب مدرسۂ نسوان بھوپال کو توجہ دلانا بہت ضروری جانتے ہیں۔ ان ترجموں سے لڑکیوں کو بہت فائدہ پہنچیگا۔ اور وہ نہایت ذوق وشوق سے سلاست بیان کے باعث ان کو پڑھینگی +

جناب نواب صدرالدین حسین خانصاحب رئیس اعظم بڑودہ

کرم فرمائے بندہ جناب مولوی شیخ محمد نعمان صاحب زاد لطفہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کتاب ارشادات القرآن ہر دو حصہ مجھے نہایت ہی پسند آئی۔ آپنے اس تاریک ملک میں بہت بڑی روشنی پھیلانے کا کام کیا ہے۔ یہ خدمت تائید غیبی سے آپ کے ہاتھ لگی ہے جو کسی کو نہ سوجھی تھی۔ میرا مشغلہ رات دن کتب بینی ہے۔ میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں۔ کہ قرآن کو اس قدر

آسان کر دینے والی کتاب آج تک میری نظر سے نہیں گزری - یہ کتاب اس قابل ہے
کہ اسے ہر مسلمان حرز جان بنا کر رکھے - اس کتاب کو شہرت دینے میں آپ زیادہ
کوشش کیجئے - تاکہ ہندوستان کے ہر گوشے میں اس کی خبر پہنچ جائے - اور ہر
جگہ اس کے فروخت کرنے کے لئے ایجنٹ مقرر کیجئے - اگر آپ کا ارادہ ہو گا تو
میں اس جگہ معتبر لوگوں کو ایجنٹ بنانے کی تحریک کرونگا - اور آپ کو اُن کے
نام و نشان سے اطلاع دونگا ✠

ریویو رقمزدہ سید امجد علی صاحب اشہری

مندرجہ اخبار وکیل امرتسر

ارشادات القرآن حصہ اول و دوم

ہندوستان کے مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو جو صرف اردو پڑھ سکتے ہیں یا یہ
کہ وہ قرآن کے معنوی مقاصد کا ادراک نہیں کر سکتے - ایک ایسی کتاب کی بڑی ضرورت
تھی جو اُن کو قرآن کے احکام اور اسلام کے اخلاق و آداب سے واقف کرے -
اس کمی کو جناب مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری نے عمدہ طریق سے پورا
کیا ہے - اس قابل قدر کتاب کے پہلے حصے میں احکام قرآنی کا بیان ہے
اور دوسرے حصے میں قرآن کے قصے جمع کئے گئے ہیں - اور اس طور پر
اُردو میں قرآن کے تمام ضروری مقاصد کو نہایت صفائی اور سلاست اور حُسن ترتیب

سے بیان کر دیا ہے۔ جس سے بہتر ممکن خیال نہیں کیا جاتا۔ عبارت میں ربط کلام
کا بھی نہایت قابل قدر خیال رکھا گیا ہے۔ غالباً اردو میں یہ پہلی کتاب ہے۔ جو
اس قابل قدر ترتیب سے تالیف کی گئی ہے۔ مَیں نے ارشادات القرآن کے
ترجمے کو حضرت شاہ عبدالقادر صاحب اور فارسی کے ایک مستند ترجمے سے
ملا کر دیکھا ترجمے کی صحت کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور درمیان میں کہیں کہیں
عبارت کو مربوط کرنے کے لئے دو ہلالی خطوں کے درمیان میں چند الفاظ لکھ کر
کلام کو ایسا بے تکلف کر دیا ہے۔ کہ اُس کے پڑھنے سے وہ مطلب آسانی سے
سمجھ میں آجاتا ہے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اس
کتاب سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور مسلمانوں کی بڑی بڑی درسگاہوں مثل مدرسۃ العلوم
علی گڑھ و انجمن حمایت اسلام لاہور و انجمن اسلامیہ بمبئی و مدراس وغیرہ میں اس
کو اشاعت عام کا موقع دیا جائے۔ اور تمام لکھی پڑھی عورتیں اس کے مطالعے
کو مقدم سمجھیں۔ فاضل مصنف نے مجھ کو وہ دونوں حصے عنایت کئے ہیں
مَیں ان کی عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں +

اخبار پنجۂ فولاد۔ لاہور

ارشادات القرآن و نفائس القصص والحکایات

ملک میں قرآن شریف کے متعدّد ترجمے رائج ہیں۔ اور یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ

بعض مترجم صاحبوں نے زمانے کی حالت کے موافق نہایت سلیس اُردو میں کتاب اللہ کی تسہیل کر کے مسلمانوں کے سر پر احسان کا بار عظیم رکھ دیا ہے۔ اور اس لحاظ سے بجائے خود ہر ترجمہ مفید ثابت ہُوا مگر نفی الحال مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری نے مندرجہ بالا کتابیں بالکل جدید پیرائے میں مرتب کی ہیں۔ یعنی ارشادات القران میں احکام و ہدایات کا ترجمہ ہے۔ اور نفائس القصص والحکایات میں وہ تمام قصے جمع کر دئیے ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ اگرچہ کتاب اللہ کی اصل عربی عبارت ترجمے کے ساتھ موجود نہیں۔ مگر حاشیے پر سیپارے اور سورت کا نام مع شمار آیات لکھ دیا گیا ہے۔ جس سے ترجمے کے سمجھنے میں کسی قسم کا اُلجھاؤ باقی نہیں رہتا۔ اور جو لوگ عربی سے ناآشنا ہیں اُن کے لئے اس کی چنداں ضرورت بھی معلوم نہیں ہوتی۔ ان ہر دو کتب کا ترجمہ نہایت بامحاورہ اور فصیح اُردو میں کیا گیا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یہ کتابیں اس قابل ہیں کہ ہر مسلمان کے گھر میں ان کی ایک ایک جلد موجود رہنی چاہئے۔ خصوصاً جو لوگ صاحب اولاد ہیں اُن کو اپنے بچّوں کے لئے احکام دین کی تلقین میں ان سے کافی مدد مل سکتی ہے۔ اور غالباً مترجم صاحب نے اسی خیال سے ان کتابوں کو مروجہ سرکاری تقطیع کے پیمانے پر طبع کرایا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے بچّے جو سر رشتۂ تعلیم کی کتابیں پڑھنے کے عادی ہیں وہ رغبت کے ساتھ ان کا مطالعہ کر سکیں۔ یہ کتابیں مطبع رفاہ عام لاہور میں نہایت آب و تاب کے ساتھ طبع کرائی گئی ہیں ؛

راقم وجاہت حسین صدیقی جھنجھانوی

رسالۂ انجمن حمایت اسلام لاہور

ارشادات القرآن ونفائس القصص والحکایات

جس کتاب پر تمام فرقہائے اسلامی متفق ہیں۔ اور جس کو بلا اختلاف صحیح ومستند مانتے اور دستور العمل سمجھتے ہیں۔ وہ قرآن مجید ہے۔ یہی کتاب ہے جس کی مسلمانوں کو سب سے بڑھکر ضرورت ہے۔ مگر چونکہ وہ عربی زبان میں ہے۔ اس لئے عوام الناس کو اس کا سمجھنا مشکل ہے۔ مؤلف نے اس بات کو نہایت ضرور سمجھا ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان جو اُردو بول سکتا اور سمجھ سکتا ہے۔ قرآن مجید سے واقف کردیا جائے۔ اسی لئے قرآن میں سے تمام احکام وہدایات الگ اور قصص وحکایات الگ محض اُردو زبان میں جمع کر دیئے ہیں۔ ارشادات القرآن میں احکام ہیں اور وہ پہلا حصہ ہے۔ نفائس القصص والحکایات میں قصے ہیں اور وہ دوسرا حصہ ہے۔ پہلا حصہ اگرچہ احکام میں ہے۔ مگر ترجمہ ایسا با محاورہ اور مطلب خیز اور لطیف کیا گیا ہے۔ کہ جس آیت کو پڑھئے مطلب صاف سمجھ میں آتا۔ اور جوں جوں پڑھتے جائیے جی خوش ہوتا جاتا ہے۔ دوسرا حصہ تو قصے ہیں۔ قصے کیا ہیں موتیوں کی لڑیاں ہیں۔ پڑھی لکھی مائیں اپنے بچوں کو ہر روز کہانی کے طور پر کچھ کچھ حصہ سنایا کریں تو بچوں کے قلوب پر جو لوح سادہ سے بھی بڑھ کر صاف ہوتے ہیں عمدہ اثر ہو۔ اور بچپن ہی میں انبیاء کے حالات سے ان کو واقفیت ہو جائے۔ ورنہ بڑے ہوکر خواہ وہ بی اے

ایم اے کی ڈگری حاصل کرلیں مذہبی مسائل توکیا انبیا کے ناموں سے بھی ایسے ناواقف ہوتے ہیں۔ کہ ناقۂ صالح کی نسبت سوال کیا جائے تو بغلیں جھانکنے لگ جائینگے۔ اور نہیں بتا سکینگے کہ صالح کون تھے اور ان کا ناقہ کیا تھا۔ ایسے عالم فاضل بن جانے سے اگر کسی کو خوشی ہوتی ہو تو اُنھیں کو مبارک رہے۔ مگر ہم تو ایسوں کو یہی کہینگے کہ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ لَا نَبْتَغِی الْجَاهِلِیْنَ ۔ دونوں کتابیں سرکاری کتابوں کی تقطیع پر چھپی ہیں۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عُمدہ ہے مولوی شیخ محمد خان صاحب جالندھر کے پتے سے مل سکتی ہیں ٭

البنج - بانکی پور

ارشادات القرآن ونفائس القصص والحکایات

یہ دونوں رسالے حصہ اول و دوم ہیں۔ پہلا چھوٹی تقطیع میں ۱۷۶ صفحوں پر تمام ہُوا ہے۔ دوسرا اسی تقطیع میں ۸۷ صفحوں پر۔ مصنفہ جناب منشی فتح محمد خان صاحب (جالندھر۔ پنجاب) دونوں رسالے اپنی آپ نظیر ہیں پہلے حصے میں قرآن مجید کے احکام نہایت سُشستہ عام فہم اور سلیس اُردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ اور دوسرے میں سارے قصص و حکایات نہایت خوبی سے جمع کئے گئے ہیں۔ یہ دونوں رسالے اردو زبان میں مفید اضافے

ہوئے ہیں۔ ان سے کوئی گھر خالی نہ رہنا چاہئے +

تحفۂ دکن - پُونہ

ارشادات القرآن

اس کتاب کے دو حصّے ہیں جن کا یہ پہلا حصہ ہے۔ اس کے مترجم یا مؤلف جناب فتح محمد خان صاحب جالندھری ہیں +

حصہ اول میں لائق مترجم نے سورہ ہائے قرآن پاک کا اُردو میں بہت عُمدہ اور فصیح ترجمہ کیا ہے۔ عبارت پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی اصلی عبارت ہے۔ ایسی کتاب کی ضرورت تھی اور شکرِ خدا کہ اس کام کو جناب خان صاحب نے عمدہ طور سے انجام کو پُہنچایا۔ واقعی کتاب کو ہمارے مدرسوں میں داخل کرنا چاہئے۔ اور ہر ایک شخص کو بھی پڑھنا ضروریات سے ہے۔ مسلمانوں کو ایسی کتاب کی قدر کرنی چاہئے +

نفائس القصص والحکایات

یہ بھی اصل میں ارشادات القرآن ہی ہے۔ یا دوسرا حصہ ہے۔ جس میں فصیح اردو میں قرآن شریف کے قصّوں کا ترجمہ کیا گیا ہے اور مؤلف نے نہایت ہی عمدہ کام کیا ہے۔ اگر یہ بھی مدرسوں میں داخل ہو جائے تو خوب ہو گا +

افضل الاخبار۔ دہلی

ریویو

اس میں کچھ شک نہیں کہ قرآن مجید وفرقان حمید کا سمجھنا سمجھانا نہایت ہی مشکل ہے۔ اس کے بدیع مفہوم وبدیع مطالب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سمجھے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۔متقدمین ومتاخرین مفسروں نے سینکڑوں تفسیریں ۔عربی۔ فارسی اردو لکھ ڈالیں لیکن ابھی تک علما وفضلا جدوجہد کئے جاتے ہیں۔ اس زمانے میں مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری نے چند تفاسیری جدید اردو ترجموں سے بھی نفیس مجموعۂ احکام وہدایات وقصص وحکایات قرآنی کو جداگانہ دو حصوں میں جو کتابی صورت وشباہت میں عیسائی کتب پر فوقیت رکھتے ہیں مرتب کرکے اردو خوان اہل اسلام کے سامنے پیش کئے ہیں۔ حصہ اول یعنی احکام کے مجموعے کا ارشادات القرآن اور حصہ دوم قصص کے مجموعے کا نفائس القصص والحکایات نام رکھا ہے۔ اول الذکر مجموعے میں حوالہ پارہ۔سورہ۔آیہ کا بھی دیا ہے۔ عوام کو خاص امور وحکایات قرآنی کی تلاش میں جو دشواریاں عارض ہوتی تھیں مولینا ممدوح نے علیحدہ علیحدہ یکجا جمع کرکے ان کا انسداد کردیا ہے۔ خدا نہ کرے لوگ ناواقفیت سے لحاظ عظمت قرآنی کو بالائے طاق رکھیں ۔عربی فرقان

حمید کی ترتیب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اور اردو قرآن مجید کی مولوی صاحب موصوف کا حصّہ ہے۔ اہل اسلام جس قدر قدر کریں کم ہے۔ عبارت بہت صاف وسلیس۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ بھی نفیس +

دلچسپ امر تسر

ارشادات القرآن (حصہ اول) یہ کتاب مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری نے مسلمانوں کے دینی فائدے کے لئے نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کی ہے۔ اس میں قرآن مجید کے تمام احکام ایسی سلیس اور عام فہم اردو میں جمع کئے گئے ہیں۔ کہ ہر ایک شخص جو معمولی طور پر بھی اردو زبان سمجھ سکتا ہے۔ اس نادر کتاب سے بآسانی مستفیض ہو سکتا ہے +

یہ کتاب مسلمانوں کی ضروریات زمانہ کے لحاظ سے ایک غیر مترقبہ نعمت ہے۔ آج کل کی مذہبی بے پروائی نے ہر قوم و ملت کو مذہبی تقدس اور صراط مستقیم سے بہت دور ڈال دیا ہے۔ مگر یہ سرمایۂ معاش ومعاد لٹتا دیکھ کر اب بہت سے اصحاب اس غفلت اور اس کے مضر نتائج سے باخبر ہو گئے ہیں۔ اور محسوس کرنے لگ گئے ہیں۔ کہ مذہب کی طرف سے بیفکری بہت ہی نقصان دے رہی ہے۔ اور آئندہ نہایت خطرناک طوفان لانے والی ہے۔ پس وہ نئے سرے سے مذہب کی عظمت کے فکر میں لگ رہے ہیں۔ اس وقت ہیں مولوی فتح محمد خان صاحب نے اہل اسلام

کی خدمت کی ہے۔ وہ نہایت شکرگزاری اور احسان مندی کے قابل ہے۔
ارشادات القرآن میں احکام الٰہی جس عمدگی اور پسندیدہ ترتیب سے درج ہوئے ہیں
کسی حالت میں کسی طبیعت کے لئے فائدے سے خالی نہیں ہو سکتے۔ ہمارے
نزدیک تو ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اس قیمتی کتاب کو حاصل کرے۔ اور اپنے
خاندان کو اس کے فیض سے محروم نہ رہنے دے۔ یہ کتاب لاہور کے مُعزّز
اور نامور مطبع رفاہ عام سٹیم پریس میں نہایت خوشخط اور اعلےٰ درجے کے
حسن اہتمام سے چھپی ہے +

ارشادات القرآن (حصہ دوم) اسی سلسلے میں مولوی صاحب
موصوف نے ارشادات القرآن کا دوسرا حصہ نفائس القصص والحکایات کے
نام سے مرتب کیا ہے۔ جس میں قرآن مجید سے وہ تمام قصص اور حکایات جو
خدائے تعالےٰ نے متعدد موقعوں پر مثال کے طور پر عبرت دلانے یا ہدایت پانے
کے لئے بیان فرمائے ہیں اُردو میں کمال خوبی سے جمع کئے گئے ہیں ترجمہ
نہایت پسندیدہ ہے۔ اور زبان ایسی ہے۔ کہ تاثیر نے ایک ایک لفظ پر
قبضہ کر رکھا ہے۔ غرض ان کتابوں میں قرآن مجید کے جمیع مضامین بہت
ہی خوبی اور خوش اسلوبی سے درج کرکے اہل اسلام کے واسطے ایک نعمت
عظمےٰ مُہیّا کی گئی ہے۔ جس کے لئے ہم مُؤلّف کو تمام مسلمانوں کے قومی شکریے
کا مستحق سمجھتے ہیں +

ہم کو کامل امید ہے۔ کہ ہر ایک دیندار مسلمان ان دونوں کتابوں کو خرید کر
فائدہ حاصل کرے گا۔ اور صاحبان شوق مولوی فتح محمد خان صاحب شہر جالندھر

کے پتے سے منگوا سکتے ہیں +

ریویو

چکیدہ قلم مولوی سید ممتاز علی صاحب

(مندرجہ تالیف و اشاعت)

مولوی فتح محمد خان صاحب نے حال میں دو نئی کتابیں تصنیف و شائع کر کے مسلمانوں پر بہت احسان کیا ہے۔ ایک کتاب "ارشادات القرآن" ہے جس میں قرآن کے احکام و ہدایات کو منتخب طور پر نہایت بامحاورہ اردو میں لکھا ہے دوسری کتاب "نفائس القصص والحکایات" ہے۔ جس میں تمام قرآن کے قصے نہایت بامحاورہ سلیس اور شستہ اردو میں جمع کئے گئے ہیں۔ قرآن کے متعدد ترجمے اب تک چھپ چکے ہیں۔ اور ہر ایک بجائے خود کوئی نہ کوئی خوبی رکھتا ہے۔ مگر بعض مقامات کے ترجمے میں "ارشادات القرآن" سب ترجموں سے ممتاز معلوم ہوتا ہے۔ ان میں نفائس القصص والحکایات تو ایسی کتاب ہے، کہ ہر مسلمان کے گھر میں خصوصاً جس میں بال بچے ہوں۔ اور وہ بال بچے تعلیم بھی پاتے ہوں۔ اس کتاب کا ہونا ضروریات سے ہے۔ قرآنی قصوں کو نہایت مختصر اور سادہ و سلیس ڈھنگ میں لکھا ہے۔ جس سے وہ تمام معلومات جو قرآن مجید کے مختلف مقامات میں بکھری ہوئی ہیں۔ ایک جگہ آسانی سے مل سکتی ہیں +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کتاب "ارشادات القرآن" سے کچھ عرصہ پہلے مرتب ہوئی تھی۔ مگر حلیۂ طبع سے آراستہ ہوکر نورافزائے چشم اہل ایمان و یقین نہیں ہوئی تھی۔ اس کی تالیف کے وقت جیسا کہ اس کے دیباچے سے ظاہر ہے۔ اس بات کا خیال بھی نہ تھا کہ کسی وقت میں قرآن مجید کے تمام احکام بھی جمع کئے جائینگے۔ اور یہ اس کا کوئی حصہ قرار پائیگا۔ مگر چونکہ مشیت ایزدی میں اسی طرح تھا۔ اس لئے اب قرآنی قصے بھی اور احکام بھی دونوں جداگانہ حصوں میں ایک ساتھ شائع کئے جاتے ہیں +

قرآن مجید میں زیادہ تر یا تو احکام ہیں جو مسلمانوں کے لئے واجب العمل اور باعثِ رشد و ہدایت ہیں۔ یا قِصص جو موجبِ عبرت و خبرت ہیں۔ سو احکام تو ارشادات القرآن میں لکھے گئے ہیں۔ اور وہ پہلا حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور قِصص اس کتاب میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ اور یہ دوسرا حصہ قرار دیا گیا ہے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ +

بندۂ خاکسار

فتح محمد خاں

۳۰ - مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

یہ انسان کی طبعی بات ہے۔ کہ حکایتوں اور قصوں کو بہت رغبت اور توجہ سے سنتا اور ان سے ایک طرح کا لطف حاصل کرتا ہے اور بچے تو کہانیوں کو نہایت شوق سے سنتے اور سُن کر خوش ہوتے ہیں۔ اسی لئے لوگوں نے حکایتوں اور قصے کہانیوں کی بہت سی کتابیں لکھ ڈالیں +

اردو میں حکایتوں کی جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں انمیں بعض تو سراسر لطائف وظرائف یعنی ہنسی مذاق کی باتوں سے پُر ہیں۔ اور اُن سے مقصود یہ ہے۔ کہ پڑھنے والے ان کو پڑھ کر ہنسیں اور ہنسی دل لگی میں وقت بسر کریں مگر یہ وہ ہنسی ہے جس کی نسبت کہا گیا ہے ۔ کہ

اَلضِّحْكُ يُمِيْتُ الْقَلْبَ[1] (ہنسی سے دل مرجاتا ہے) بعض کتابیں بغرض پند و نصائح تالیف کی گئی ہیں بعض سے یہ غرض ہے۔ کہ بچے عمدہ اردو سیکھیں۔ غرض مختلف کتابیں ہیں اور مختلف اغراض مگر ان سب کتابوں میں عموماً فرضی حکایتیں۔ بنائے ہوئے لطیفے۔ اور گھڑے ہوئے چٹکلے ہیں۔ اور ایک کتاب بھی ایسی نہیں جس سے حلاوت ایمانی اور لطف روحانی حاصل ہو +

میں ایک روز ایک حدیث کی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ چونکہ بہت سی حدیثوں سے لطف حکایات حاصل ہوتا تھا۔ اس لئے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر قرآن مجید اور کتب حدیث میں سے قصص و حکایات انتخاب کر کے اُردو میں ایک ایسی کتاب جمع کر دی جائے جس سے اور فائدوں کے علاوہ ذائقۂ ایمان و یقین اور آگہی از امور دین حاصل ہو تو قوم کے بچّوں کے لئے دلچسپی اور نفع کا موجب ہو گا پس میں نے کتب مذکورہ سے یہ مجموعہ دو حصوں میں منقسم کر کے مرتب کیا۔ پہلے حصے میں وہ قصّے اور حکایتیں لکھیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ دوسرے میں وہ جو کتب

[1] لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے +

احادیث میں مسطور ہیں۔ شعر

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم　　　از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس

نیز یہ بھی معلوم رہے۔ کہ یہ کتاب حقیقت میں قرآن و حدیث کے الفاظ کا ترجمہ ہے۔ مگر چونکہ ہر زبان میں انداز بیان مختلف ہوتا ہے اس لئے کہیں کہیں تقدیم و تاخیر سے کام لیا گیا ہے۔ اور کہیں کہیں حذف و زیادت سے۔ کہیں کہیں ایسا بھی کیا گیا ہے۔ کہ ایک شخص کے متعلق کئی قصے جو قرآن مجید میں متعدد جگہ بیان ہوئے ہیں۔ ان کو ایک جگہ مسلسل لکھ دیا ہے۔ بعض جگہ یوں بھی کیا گیا ہے۔ کہ ایک قصہ جو کئی مقامات میں بیان ہوا ہے تو کچھ حصہ ایک مقام سے لیا گیا اور کچھ دوسرے مقام سے۔ غرض جہانتک ہو سکا اُردو زبان کے طرزِ بیان کو ملحوظ رکھ کر اس کتاب کے سلیس بنانے میں کوشش کی گئی ہے۔ ہاں اس میں قصص کی وہ ترتیب نہیں ہے جو قرآن میں ہے۔ اور ایسا کرنا ضرور بھی معلوم نہ ہوا خدا کرے کہ اہل ایمان اس سے حظ ایمانی اور منفعت دینی حاصل کریں ؛

ارشادات القرآن

حصۂ دوم

مسمےٰ بہ

نفائس القصص والحکایات

(حصۂ اوّل)

جس میں نہایت سلیس اُردو میں قرآن مجید کے قصّے جمع کیے گئے ہیں

مؤلّفہٗ

خان صاحب مولوی **فتح محمد خان** جالندھری

مُصنّفِ مصباح القواعد و مؤلّفِ الاسلام و مُترجِم قرآنِ مجید

مولف کی نظر ثانی اور ترمیم کے بعد اُن کی اجازت سے

حسب فرمائش شمس الدین تاجر کتب جالندھر

رفاہِ عام سٹیم پریس لاہور میں طبع ہُوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آدم اور فرشتوں کا قصّہ

جس زمانے میں خدا کو منظور ہوا کہ حضرت آدم کو زمین میں اپنا نائب بنا کر بھیجے تو اُس نے اپنا ارادہ فرشتوں پر ظاہر کیا۔ اور فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا یا رِاَلٰہا! کیا تو ایسے شخص کو اپنا نائب بنانا چاہتا ہے۔ جو اُس میں خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے۔ اور ہم ہر وقت تیری تسبیح و تحمید میں مشغول اور تیری تقدیس میں مصروف رہتے ہیں۔ اور کسی طرح کی خرابی اور فساد نہیں کرتے۔ خدا نے فرمایا اس کی مصلحت سے تم واقف نہیں۔ اس کو ہمیں خوب جانتے ہیں۔ چنانچہ خدا نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا دئے۔ پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے روبرو پیش کیا اور فرمایا کہ اگر تم آدم پر فضیلت کے دعوے میں سچے ہو تو ہم کو ان کے نام بتاؤ۔ فرشتے اُن کے ناموں سے محض بیخبر تھے۔ عرض کرنے لگے تو پاک ذات ہے۔ ہم کو تو صرف اُسی قدر علم ہے جو تو نے سکھایا ہے۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ تب خدا نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ آدم! تم ان کو ان چیزوں کے نام بتا دو۔ آدم علیہ السلام

نے اُن کو سب چیزوں کے نام بتا دئے۔ تو خدا نے فرشتوں سے فرمایا کیوں
میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی سب پوشیدہ چیزوں
سے آگاہ ہوں۔ اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو سب مجھ کو معلوم ہے
فرشتوں نے کہا پاک پروردگار! بے شک ہم سے خطا ہوئی اس کو معاف
فرما یقیناً تو ہی بڑا علیم اور بڑا حکیم ہے +

حضرت ابراہیم اور نمرود کا قصہ

ایک بار حضرت ابراہیم اور ایک کافر بادشاہ میں جس کا نام نمرود تھا اور جو خدا اور
اُس کی قدرتوں کا منکر تھا۔ بڑے مزے کی بحث ہوئی۔ ابراہیم نے کہا خدا تو وہ
ہے جو لوگوں کو جلاتا اور مارتا ہے۔ اس نے کہا یہ کونسی بڑی بات ہے۔ میں
بھی جلا سکتا اور مار سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے دو شخص بلوائے جن میں سے
ایک بیگناہ تھا اور دوسرا مجرم مرتکب قتل۔ اس نے پہلے کو تو مروا ڈالا اور دوسرے
کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابراہیم نے اپنے دل میں کہا کہ یہ عجب نادان اور کوتہ فہم
ہے۔ کہ جلانے اور مارنے کے معنی بھی نہیں سمجھتا۔ تو اُنھوں نے کہا کہ خدا تو
آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے۔ آپ اس کو حکم دیں کہ مغرب سے نکلے۔ یہ
یہ سُن کر کافر ہکا بکا اور لاجواب ہو گیا +

ایک کافر اور ایک مومن کی حکایت

کسی زمانے میں دو شخص ایک کافر اور ایک مومن باہم دوستدار تھے۔ کافر انگور کے دو باغ رکھتا تھا جن کے گرداگرد کھجور کے درخت لگے ہوئے تھے اور بیچ میں کھیتی بھی تھی اور نہریں بھی جاری تھیں۔ دونوں باغ ہمیشہ خوب پھل لاتے اور اُن کے مالک کے پاس طرح طرح کی پیداوار موجود رہتی۔ ایک دن یہ شخص اپنے مومن دوست سے باتیں کرنے لگا اور اثنائے گفتگو میں شیخی میں آکر کہنے لگا۔ کہ میں تم سے مال و دولت میں بھی زیادہ ہوں۔ اور جتھے اور جماعت میں بھی بڑھ کر ہوں۔ یہ باتیں کرتا ہؤا وہ اپنے ایک باغ میں داخل ہؤا۔ اور بولا کہ یہ باغ ہمیشہ اسی طرح سرسبز و شاداب رہیگا۔ اور میں نہیں خیال کرتا کہ اس پر کبھی کسی طرح کی آفت نازل ہو اور یہ کبھی بھی برباد ہو۔ اور یہ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ ایک دن دنیا نیست و نابود ہو جائیگی۔ اور قیامت برپا ہوگی۔ میرے نزدیک یہ ایک غلط خیال ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہونے کا۔ اور اگر ہؤا بھی تو جو مال و متاع اور باغ و بہار میں یہاں رکھتا ہوں وہاں اس سے بھی بہتر پاؤنگا۔ یہ سن کر اس کے مومن دوست نے کہا کہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ تم خدا سے جس نے تم کو ذلیل پانی سے پیدا کیا ہے انکار کرتے ہو۔ میں تو اس میں کچھ شک نہیں کرتا کہ وہی خدائے واحد میرا پروردگار ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور بھلا جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے یوں کیوں نہ کہا کہ یہ سب

خدا ہی کا عطیہ ہے۔ اور مجھ میں خدا کی مہربانی اور مدد کے سوا ہرگز یہ طاقت نہیں کہ کوئی بھی نعمت حاصل کر سکوں۔ اور ہاں تم نے جو مال اور اولاد کے اعتبار سے مجھ کو اپنے سے کمتر اور اپنے تئیں مجھ سے بڑھ کر سمجھا ہے۔ تو مال اور اولاد کا بھروسا ہی کیا ہے۔ عجب نہیں کہ خدا مجھ کو ایسا باغ عطا فرمائے جو تمھارے باغ سے کہیں بہتر ہو اور تمھارے باغ پر کوئی ایسی آفت نازل کر دے کہ وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے۔ چنانچہ خدا نے عذاب نازل کیا تو انگوروں کی چھتریاں گر گئیں اور تمام پیداوار برباد ہو گئی۔ یہ حال دیکھ کر باغ کا مالک لگا افسوس کرنے اور کہنے کہ اے کاش میں اپنے پروردگار کا انکار نہ کرتا اور اس کو ایک کر کے مانتا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا۔ مگر اس وقت پچتانے سے کیا حاصل تھا۔ اس حالت میں نہ تو اس کی جماعت ہی جس پر اُسے ناز تھا کچھ مدد دے سکی اور نہ دولت ہی کچھ کام آئی ÷

آدم علیہ السّلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنے اور شیطان کا اُس سے انکار کرنے کا قصّہ

خدا نے حضرت آدم کو عالم ہستی میں لانے سے پہلے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ ہم مٹی سے انسان بنانے والے ہیں۔ جب ہم اس کو بنا چکیں اور اس میں جان ڈال دیں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔ اس حکم کے مطابق تمام فرشتے

آدم علیہ السلام کے آگے سربسجود ہو گئے۔ مگر شیطان سجدہ کرنے میں شریک نہ ہوا۔ خدا نے پوچھا۔ ابلیس! تو سجدہ کرنے والوں میں کیوں شامل نہ ہُوا۔ شیطان نے کہا میں وہ نہیں کہ ایسے شخص کو سجدہ کروں۔ جس کو تو نے کالے اور سڑے ہوئے گارے سے بنایا ہے میں اُس سے بہتر اور رتبے میں برتر ہوں۔ کیونکہ مجھ کو تو نے جوہر علوی یعنی آگ سے پیدا کیا ہے۔ پھر آدم کی طرف حقارت آمیز اشارہ کر کے کہنے لگا کہ یہی وہ حضرت ہیں جن کو تو نے مجھ پر فوقیت دی ہے؟ خدا نے فرمایا تو اپنی بساط تو دیکھ۔ تجھے ہرگز شایاں نہیں کہ غرور کرے اور ہمارا حکم نہ مانے۔ اگر سجدہ نہیں کرتا تو بہشت سے باہر ہو تُو آج سے ہماری بارگاہِ عالی سے راندہ گیا۔ اور قیامت تک تجھ پر لعنت پڑی برسا کریگی۔ شیطان نے کہا کہ مجھے بھی تیری ہی عزت اور بزرگی کی قسم کہ میں تیرے خالص بندوں کو چھوڑ کر کہ وہ تو میرے بھرّوں میں آنے کے نہیں اور وہ گنتی میں ہیں بھی بہت تھوڑے تمام بنی آدم کو گمراہ کرونگا۔ اور جس جس طرح ممکن ہو گا ان کو بہکاؤنگا۔ خدا نے فرمایا تو ہم بھی سچ کہے دیتے ہیں اور ہم سچ ہی کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم تجھ سے اور جو تیری پیروی کرینگے سب سے جہنم کو بھر دینگے ✦

حکایت

یہود کو حکم تھا کہ ہفتے کے دن شکار نہ کیا کریں۔ تو وہ کیا تدبیر کرتے کہ دریا کے کنارے گڑھے کھود کر ہفتے کے دن سے ایک روز پہلے دریا کا پانی ان میں

بھر دیتے ۔ اور اس طریق سے ہفتے کے دن مچھلیاں گڑھوں میں جمع ہو جاتیں تو وہ اتوار کے دن گڑھوں میں سے مچھلیاں نکال لیتے اور یہ کہتے کہ یہ ہفتے کا شکار نہیں بلکہ جمعے کا ہے ۔ خدا نے اس نافرمانی اور چالاکی کے سبب اُن کی شکلیں مسخ کردیں اور بندر بنادئے +

حضرت عُزیر کا قصّہ

ایک بزرگ کو ایک ویران اور ڈھئی ہوئی بستی پر اتّفاقِ گزر ہُوا ۔ اُسے دیکھ کر کہنے لگے کہ خدا اِس کو مرے پیچھے کیونکر زندہ کریگا ۔ خدا نے اُن کی رُوح قبض کرلی اور سوبرس تک مردہ رکھا ۔ پھر زندہ کردیا اور پوچھا کہ تم حالت موت میں کتنی مدت رہے ۔ کہنے لگے ایک دن یا اس سے بھی کم ۔ خدا نے فرمایا نہیں بلکہ سو برس اسی حالت میں رہے ہو اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو ۔ کہ بدستور اُسی طرح موجود ہیں اور مطلق سڑی بُسی نہیں ۔ اور اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھو ۔ جو مرا پڑا ہے ۔ ہم اس کی ہڈیوں کو جوڑ جاڑ کر اور اُن پر گوشت پوست چڑھا کر ابھی کھڑا کردیتے ہیں ۔ جب انھوں نے یہ بات اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرلی تو کہنے لگے کہ میں یقین کرتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے +

یہ بزرگ حضرت عُزیر تھے +

حکایت

بنی اسرائیل نے جب قصبۂ اَرِیحا فتح کیا تو خدا نے حکم دیا کہ اس کے دروازے میں خدا کو سجدہ کرتے ہوئے اور حِطَّۃٌ کہتے ہوئے داخل ہونا۔ ہم تمھارے گناہ معاف کر دینگے۔ اور اس کے علاوہ اَور بھی بہت کچھ عطا فرمائیں گے۔ اُنھوں نے کیا شرارت کی کہ سجدہ کرنے کی جگہ گھٹنیوں چلنے لگے اور حِطَّۃٌ کی جگہ حِنطۃٌ کہنے لگے حِطَّۃٌ کلمۂ استغفار ہے جس کے معنے ہیں گناہ دور ہوں۔ اور حِنطۃٌ کہتے ہیں گیہوں کو۔ تو کہاں گناہوں کی معافی اور کہاں گیہوں۔ خدا نے اس شرارت و نافرمانی کے سبب آسمان سے عذاب نازل کیا۔ اور مقامات مفتوحہ ہاتھ سے نکل گئے +



حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کا قصّہ

جن دنوں عمران کے گھر میں امیدواری تھی ان کی بی بی نے خدا سے عرض کی کہ پروردگار جو بچہ میرے بطن میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں کہ اُس کو دُنیا کے کاموں میں نہیں لگاؤنگی۔ اور تیرے گھر یعنی بیت المقدس کی خدمت کے لئے خاص کر دونگی۔ یہ نذر اُنھوں نے اس امید پر کی تھی کہ مولود لڑکا ہوگا لیکن ہوئی لڑکی۔ تو ان کو فکر ہوئی کہ اب نذر کیونکر پوری ہو۔ تو انھوں نے خدا سے

عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرے ہاں توخلاف توقع لڑکی پیدا ہوئی ہے جس کا نام
میں نے مریم رکھا ہے اور معلوم ہے کہ عورت ذات سے مرد کی برابری نہیں
ہوسکتی اب میں کیا کروں ؟ خدا نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں ہم تمھاری نذر کو قبول
کرتے ہیں۔ تو مریم کی والدہ نے مریم کو خدام بیت المقدس کے حوالے کر دیا۔ اور
ان میں باہم تنازع واقع ہُوا کہ مریم علیہا السلام کی سرپرستی کون کرے اور ان کا کفیل
پرورش کون ہو۔ آخرالامر انھوں نے اس امر کے تصفیے کے لئے قلموں کے
ذریعے سے قرعہ ڈالا اور حضرت زکریا اُن کے سرپرست مقرر ہوئے۔ زکریا علیہ السلام
نے مریم کو بہت اچھی طرح سے پرورش کیا۔ مریم بیت المقدس کے ایک حجرے میں
رہتیں اور عبادت الٰہی اور بیت المقدس کی خدمت کرتیں۔ زکریا علیہ السلام وقتاً
فوقتاً ان کی خبرگیری کو جاتے۔ اور جب جب جاتے اُن کے پاس کچھ کھانا موجود
پاتے اور کھانے کو دیکھ کر تعجب کرتے۔ ایک دن زکریا علیہ السلام مریم سے پوچھنے
لگے۔ کہ مریم یہ کھانا تمھارے پاس کہاں سے آتا ہے۔ مریم نے کہا خدا اپنے
ہاں سے بھیج دیتا ہے۔ یہ سن کر ان کے دل میں کہ بوڑھے اور بے اولاد تھے
تمنائے اولاد جوش زن ہوئی۔ اور خدا سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے
جب جب تیری جناب میں دعا کی تو نے قبول فرمائی۔ تو جانتا ہے کہ اب میں
بڈھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بھائی بند
کسی طرح کی خرابی نہ کریں تو مجھے فرزند عطا فرما۔ جو میرا اور آل یعقوب کا وارث
یعنی تیرے دین کا ناصر و مددگار ہو۔ خدا نے دعا قبول فرمائی اور ابھی حضرت
زکریا حُجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ خدا نے فرمایا کہ زکریا ہم تم کو ایک

لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔جس کا نام یحییٰ ہوگا۔اور پہلے اس نام کا ہم نے کوئی آدمی پیدا نہیں کیا۔زکریا نے کہا اے میرے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیونکر ہوسکتا ہے۔میں بہت ضعیف ہوگیا ہوں۔اور میری بیوی بانجھ ہے خدا نے فرمایا یہ بات ہم کو آسان ہے۔اور ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ آخر یحییٰ پیدا ہوئے اور خدا نے ان کو لڑکپن ہی میں نبوت عطا فرمائی +

ہابیل اور قابیل کا قصہ

ہابیل اور قابیل حضرت آدم کے دو بیٹے تھے۔ دونوں نے خدا کی جناب میں نیازیں چڑھائیں۔ہابیل نے صدق دل سے اچھی چیز نیاز میں پیش کی اور قابیل نے ردی اور نکمی چیز چڑھائی۔خدا نے ہابیل کی نیاز قبول فرمائی اور قابیل کی نامنظور کی۔تو قابیل کو بھائی سے حسد پیدا ہوا اور اس سے کہنے لگا کہ میں تم کو ضرور قتل کرکے رہونگا۔اس نے کہا اس میں میرا کیا قصور ہے۔ قصور تمھارا ہے۔ کہ خدا کی جناب میں گستاخی کی۔ اور اس کا ادب نہ کیا۔وہ صرف اخلاص والوں کی نیازیں قبول کرتا ہے۔اور اگر تم میرے قتل کرنے کے ارادے سے مجھ پر ہاتھ چلاؤ گے تو میں تمھارے قتل کے لئے تم پر ہاتھ نہیں چلانے کا۔کیونکہ مجھے خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔آخر اُس نے ہابیل کو مار ڈالا اور خدا کا مطلق خوف نہ کیا۔قتل کرنے کے بعد وہ متحیر ہوا کہ اس کی لاش کو کیا کرے۔کیونکہ اس کو چھپانے اور دفن کرنے کی کوئی تدبیر نہیں

آتی تھی۔ اتنے میں ایک کوّا آیا اور زمین کو کُریدنے لگا۔ قابیل نے کوے کو زمین کُریدتے دیکھ کر کہا کاش مجھے اِس کوے ہی جتنی عقل ہوتی تاکہ میں اپنے بھائی کی لاش کو دفن کر دیتا۔ ہائے افسوس میں اس جانور سے بھی گیا گزرا ہُوا +

اس واقعے کی وجہ سے خدا نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ جو کسی کو ناحق مار ڈالیگا۔ تو اس کی نسبت ایسا سمجھا جائیگا کہ گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور جس نے مرتے کو بچا لیا اس کی نسبت ایسا تصور کیا جائیگا کہ گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا +

چند جنّوں کے قرآن سُننے اور ایمان لانے کا قصّہ

ایک دفعہ جنّات نے جناب رسالت مآب کو قرآن پڑھتے سنا۔ نئی اور عجیب طرح کا کلام سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور اسی وقت اس پر ایمان لے آئے۔ پھر اپنی قوم میں جاکر کہنے لگے کہ بھائیو ہم نے عجب طرح کا قرآن سُنا جو نیکی کا رستہ بتاتا اور کفر و شرک سے منع کرتا ہے۔ ہم اُس پر ایمان لے آئے۔ اور کبھی کسی کو خدا کا شریک نہیں بنائینگے۔ اُس کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ کہ وہ کسی کو اپنی بیوی یا کسی کو بیٹا بیٹی بنائے۔ وہ نہ بیوی رکھتا ہے نہ اولاد۔ اور ہم میں کچھ ایسے نادان بھی ہو چکے ہیں جو خدا کی نسبت ایسی باتیں بنایا کرتے تھے جو اُس کے شایانِ شان نہیں اور چونکہ ہمارا یہ خیال تھا کہ انسانوں اور جنّوں میں سے کوئی بھی خدا کے بارے میں جھوٹ بولنے کی جُرات نہیں کرسکتا اس لئے ہم بھی ان کی پیروی کرتے رہے۔ اور بعض انسان ایسے تھے کہ جنات کی پناہ پکڑا کرتے تھے۔ اس بات سے جنات کا دماغ

اور بھی بگڑ گیا تھا۔ اور وہ بہت مغرور ہو گئے تھے۔ اور جس طرح جنات عقیدہ رکھتے تھے کہ خدا مردوں کو زندہ نہیں کریگا۔ اسی طرح بعض انسان بھی اعتقاد رکھتے تھے۔ مگر قرآن اس بات کا یقین دلاتا ہے۔ کہ ایک دن ایسا ہو گا جس دن تمام مردے زندہ ہوکر خدا کے حضور میں حاضر ہونگے۔ اور اپنے اعمال کا بدلا پائینگے۔ اور اب سے پیشتر تو آسمان میں بہت سے ٹھکانے تھے۔ جہاں ہم بیٹھا کرتے اور باتیں سنا کرتے تھے۔ لیکن اب جو ہم نے اس کو ٹٹولا تو دیکھا کہ بڑے بڑے مضبوط پاسبانوں اور انگاروں سے بھرا پڑا ہے اب اگر کوئی کچھ سننا چاہے تو اس کے لئے شہاب کا انگارا طیار ہے۔ خدا جانے اس انتظام سے اہل زمین کو نقصان پہنچانا منظور ہے یا خدائے تعالےٰ نے اس میں اُن کی کچھ بہتری خیال فرمائی ہے۔ اور ہم نے یقین کرلیا ہے کہ خدا ایسا زبردست ہے۔ کہ ہم اس کو کسی طرح مغلوب نہیں کرسکتے۔ اور ہم تو ہدایت کی بات سن کر اُس پر ایمان لے آئے ہیں اور جو شخص خدا پر ایمان لائیگا اس کو کسی طرح کا نقصان اور ظلم کا خوف نہیں ہوگا۔ اور ہم میں سے بعض فرمانبردار ہیں۔ اور بعض سرکش نافرمان ہیں۔ تو جنھوں نے خدا کا حکم مانا وہ تو سیدھے رستے پر ہیں۔ اور آخرکار بہشت بریں میں داخل ہونگے۔ اور جنھوں نے سرکشی کی وہ دوزخ کا ایندھن ہونگے۔ اور اس میں پڑے جلا کریں گے +



قومِ موسٰےؑ کا جہاد سے انکار کرنے کا قصّہ

حضرت موسٰےؑ نے جب اہلِ شام پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ بھائیو خدا نے جو جو تم پر احسانات کئے ہیں تم کو معلوم ہیں۔ کہ اس نے تم میں پیغمبر بنائے اور تمھیں بادشاہ بھی بنایا۔ اور وہ وہ نعمتیں تم کو عطا کیں جو اور کسی کو نہیں دیں۔ تو ان احسانات کو مدنظر رکھو اور شام کے مقدس ملک میں چل کر داخل ہو۔ جہاں کی حکومت خدا نے تمھارے لئے لکھ دی ہے۔ اور یہ ہرگز نہ کرنا کہ دشمن سے مقابلے کے وقت بھاگ کھڑے ہو وہ کہنے لگے کہ موسٰے اس ملک میں تو بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں۔ جبتک وہ وہاں ہیں ہم اُس سرزمین میں نہیں جائیں گے۔ ہاں وہ اس میں سے نکل جائیں تو ہم ضرور جا داخل ہونگے۔ ع

وہ ہونگے ہم نہ ہونگے ہم ہونگے وہ نہ ہونگے

تو ان میں سے دو شخص جو دل کے بہادر تھے کہنے لگے کہ اجی دشمنوں سے ڈرتے کیا ہو۔ خدا کا نام لے کر چڑھائی کر دو۔ اور بیت المقدس کے دروازے میں چل داخل ہو۔ جب تم وہاں جا داخل ہوگے تو فتح کا پھریرا یقیناً تمھارے نام پر لہرائیگا۔ اُنھوں نے موسٰے علیہ السلام سے کہا کہ جب تک اس ملک میں دشمن ہیں ہم کبھی بھی وہاں قدم نہیں رکھیں گے۔ اور اگر تم کو لڑائی ہی کرنی ہے تو ہم یہاں بیٹھتے ہیں تم اور تمھارا خدا دونوں جاؤ اور اُن سے لڑو۔ خدا نے اس نافرمانی اور سرکشی کی اُن کو یہ سزا دی کہ چالیس برس تک وہ ملک اُن کو نصیب نہ ہوا۔ اور اتنی مدّت

یہ لوگ مصر کے جنگل میں سرگردان پھرتے رہے +

حکایت

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب خدا نے رسالت بخشی تو آپ نے کفّار مکہ سے کہا کہ مجھ کو خدا نے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ تم مجھ پر ایمان لاؤ اور خدا کے سوا کسی کی عبادت نکرو تو ان لوگوں نے عجب عجب طرح کی کٹ حجتیاں کیں۔ کہنے لگے کہ ہم اُس وقت تک تم پر ایمان نہیں لانے کے جب تک عجیب وغریب اور حیرت انگیز کام کر کے نہ دکھاؤ۔ مثلاً ہمارے پانی پینے کے لئے زمین سے کوئی چشمہ بہا نکالو۔ یا کھجوروں اور انگوروں کا باغ لگا کر اس کے بیچ میں نہریں جاری کر دکھاؤ۔ یا آسمان کے ٹکڑے ہم پر لا گراؤ۔ یا خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کر دو یا اپنے رہنے کے لئے کوئی زرّین گھر بناؤ۔ یا ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمان پر چڑھ جاؤ۔ اور ہم آسمان پر چڑھنے کو بھی باور نہیں کرینگے جب تک خدا کے ہاں سے ایک کتاب اُتار کر نہ لاؤ جسے ہم خود بھی پڑھ لیں حضرت نے سب باتوں کا ایک ہی جواب دیا کہ میں تو صرف خدا کا پیغمبر ہوں۔ اس کے گھر کا مختار اور ہر چیز پر قادر ہونے کا مدعی نہیں ہوں +

حضرت آدمؑ اور حوّا کا بہشت سے نکلنے کا قصّہ

جب خدا نے آدم اور اُن کی بی بی حوّا کو پیدا کیا تو فرمایا کہ آدم! تم اور تمھاری بی بی

بہشت میں مزے سے رہو اور اس میں جہاں کہیں سے جو کچھ تمھارا جی چاہے کھاؤ
پیو۔ مگر اس ایک درخت کا پھل نہ کھانا ورنہ تمھارا بہت نقصان ہوگا۔ اور یہ بھی
سمجھادیا کہ شیطان تمھارا دشمن ہوگیا ہے۔ اس کی چپڑی چکنی باتوں میں نہ آجانا مبادا
کہ یہ تم کو ایسا چکما دے کہ بہشت سے نکلوا باہر کرے۔ اور تم ہمیشہ پڑے کف
افسوس ملا کرو۔ شیطان نے جی میں کہا۔ اللہ میاں آدم کو نصیحت تو کرتے ہیں مگر
میں دونوں میاں بیوی کو بہکا کر اور جنت سے نکلوا کر رہوں تو سہی +
ایک دن شیطان آدم سے اخلاص اور خیر خواہی کی باتیں کرنے لگا اور کہنے لگا
کہ آدم! کہو تو میں تم کو ایسا درخت بتاؤں جس کا پھل کھا کر ہمیشہ جیتے رہو اور کبھی
موت کا مزہ نہ چکھنے پاؤ۔ اور ایسی بادشاہت بتاؤں جس میں کبھی خلل واقع نہ ہو اور
اس میں ہمیشہ عیش کیا کرو۔ یہ کہہ کر اسی درخت کی طرف اشارہ کیا جس کا پھل کھانے
سے خدا نے اُن کو منع فرمایا تھا۔ اور کہا کہ اسی درخت کا پھل کھانے سے یہ
باتیں حاصل ہوسکتی ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ خدا نے جو تم کو اس کے کھانے سے
منع کیا تھا تو اس سے غرض یہ تھی کہ تم اسے کھا کر کہیں فرشتے نہ بن جاؤ یا تم کو
حیاتِ ابدی نہ مل جائے۔ اور مکار قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں تمھارا دلی دوست اور
حقیقی خیر خواہ ہوں اور مقتضائے خیر خواہی یہی ہے کہ تم کو تمھاری بھلائی کی
باتوں سے آگاہ کروں۔ آدم اور حوّا کو ان فریبوں کی کیا خبر۔ دونوں اسکے فقروں میں
آگئے۔ اور اُس درخت کا پھل کھا لیا۔ پھل کا کھانا تھا کہ ان کے پردے کی
چیزیں ان پر ظاہر ہوگئیں۔ اور وہ بہشت کے پتوں سے اُن کو ڈھانکنے لگے۔
یہ دیکھ کر خدا نے دونوں سے فرمایا کہ میں نے تم کو اس پھل کے کھانے سے

روکا نہیں تھا اور جتا نہیں دیا تھا۔ کہ یہ کمبخت شیطان تمھارا کھلا دشمن ہے۔ اور فرمایا کہ اب تم بہشت میں رہنے کے لائق نہیں رہے۔ یہاں سے نکل جاؤ اور زمین پر جا بسو وہیں تم کو اور تمھاری اولاد کو ایک خاص وقت تک رہنا ہوگا۔ اور وہیں تمھارے لئے سامان معیشت مُہیّا ہوگا۔ اسی میں تم مرا کروگے اور اسی میں سے قیامت کو زندہ کرکے نکالے جاؤگے۔ اس وقت آدم اور حوا کو اپنی حرکت پر نہایت افسوس ہُوا اور خدا سے گڑگڑا گڑگڑا کر التجا کرنے لگے۔ کہ اے پروردگار ہم نے نادانی سے آپ اپنے پاؤں پر کُلھاڑا مارا اور اپنے حق میں بڑا ظلم کیا۔ اگر تو ہم پر رحم نہیں کریگا۔ اور ہمیں معاف نہیں فرمائیگا تو ہم بالکل تباہ ہو جائینگے۔ خدا نے توبہ قبول کی اور فرمایا۔ کہ زمین پر تم لوگوں کے پاس وقتاً فوقتاً ہماری طرف سے ہدایت آیا کریگی تو جو ہماری ہدایت کی پیروی کریگا۔ نہ راہ راست سے بھٹکیگا اور نہ ہلاکت ابدی میں پڑیگا۔ اور جو اُس ہدایت پر نہ چلیگا۔ اور اُس سے منہ موڑ لیگا تو اُس کی زندگی تنگی اور تلخی میں گزریگی۔ اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔ وہ کہیگا اے میرے پروردگار! میں دنیا میں تو بھلا چنگا دیکھتا بھالتا تھا۔ اب تو نے مجھ کو اندھا کرکے کیوں اُٹھایا۔ خدا فرمائیگا یہی قرین انصاف ہے۔ کیونکہ دنیا میں ہماری ہدایتیں تیرے پاس آئیں۔ مگر تو ان کی طرف سے اندھا بنا رہا۔ اور ان کی کچھ خبر نہ لی۔ تو جس طرح تو دنیا میں اندھا بنا رہا۔ اسی طرح آج بھی ہم نے تجھ کو اندھا کرکے اُٹھایا اور جس طرح تو نے ہماری ہدایتوں کی خبر نہ لی۔ اسی طرح ہم بھی تیری خبر نہیں لینگے +



حکایت

موسے علیہ السلام کو خدا نے تورات عنایت کی تو یہود نے تمام احکام کی تعمیل سے انکار کیا۔ خدا نے کوہ طور کو اُن کے سروں پر اُٹھا کھڑا کیا۔ اور فرمایا کہ ہمارے احکام کو سُن رکھو اور ان پر عمل کرو۔ انھوں نے اس وقت تو اقرار کر لیا مگر بعد میں پھر انکار کرنے لگے۔ لیکن خدا نے رحم فرمایا کہ ان پر پہاڑ گرا کر ہلاک نہ کر دیا +

قارُون کا قصّہ

قارون حضرت موسے کی قوم یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا۔ خدا نے اس کو اتنی دولت دے رکھی تھی کہ اُس کے خزانوں کی کنجیاں کئی طاقتور آدمی بہ مشکل اُٹھاتے مگر کمبخت بڑا متکبّر اور ظالم اور بخیل تھا۔ اُس نے اپنی قوم کے لوگوں پر ظلم کرنا شروع کیا۔ تو انھوں نے اس کو منع کیا اور کہا کہ شیخی اور فساد و ظلم نہ کرو۔ کیونکہ خدا اترانے والوں اور ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اُس مال و دولت میں سے جو خدا نے تم کو عطا فرمایا ہے راہِ خدا میں بھی خرچ کیا کرو۔ اور آخرت کے گھر کا سامان بھی کرتے رہو ٥

کیا وہ دنیا جس میں ہو کوشش نہ دیں کے واسطے
واسطے واں کے بھی کچھ یا سب یہیں کے واسطے

اور جس طرح خدا نے تمھارے ساتھ احسان کیا ہے اسی طرح تم بھی بنی نوع کے ساتھ احسان کرو۔ قارون نے کہا۔ یہ مال و دولت مجھ کو کسی کا عطیہ نہیں یہ مَیں نے علم ولیاقت کے زور سے حاصل کیا ہے۔ ان کلمات کے کہنے کے وقت اس نے یہ خیال نہ کیا کہ خدا بھی کچھ ہے۔ اور بہت بڑا زور رکھتا ہے۔ اور یہ نہ سمجھا کہ وہ پچھلی اُمتوں میں سے ایسے بہت سے لوگوں کو جو بڑی دولت وحشمت اور نوکر چاکر رکھتے تھے ہلاک کر چکا ہے +

ایک دن قارون بڑے تزک واحتشام سے نکلا تو دنیا کے حریص کہنے لگے کہ قارون بڑا ہی خوش نصیب ہے۔ کاش ہم کو بھی خدا اتنا ساز و سامان دیتا جتنا اس کو دیا ہے۔ جن لوگوں کو خدا نے علم کی دولت بخشی تھی وہ اِن بوالہوسوں سے کہنے لگے۔ کمبختو کیوں حسرت کرتے ہو۔ ایمان اور اعمال حسنہ کا ثواب جو خدا کے ہاں سے ملیگا وہ قارون کے مال و دولت سے کہیں بہتر ہے۔ جب خدا نے قارون اور اُس کے گھر کو زمین میں دھسا دیا تو اُس وقت نہ دولت ہی کام آئی نہ نوکر چاکر ہی کچھ مدد دے سکے۔ اور نہ کوئی اَور تدبیر اس کو عذاب الٰہی سے بچا سکی۔ تو جو لوگ یہ تمنّا کرتے تھے کہ وہ قارون کی جگہ ہوتے یہ حالت دیکھ کر کہنے لگے کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خدا نے ہم کو بچا لیا۔ اگر وہ ہم پر مہربانی نہ کرتا تو قارون کی طرح ہم کو بھی دھسا دیتا +

حکایت

جن ایام میں بنی اسرائیل مصر کے جنگل میں سرگردان پھر رہے تھے تو موسے علیہ السلام

کی دعا سے خدا نے ان پر یہ مہربانی کی کہ دھوپ کے بچاؤ کے لئے اُن پر ابر کا سایہ کر دیا۔ اور کھانے کو من و سلوے بھیجتا رہا۔ من ترنجبین کی قسم کی ایک میٹھی چیز تھی۔ اور سلوے بٹیر کی طرح کا جانور۔ اور ایسا بھی ہؤا کہ کسی ایسے مقام پر وارد ہوئے جہاں پانی نہیں ہے۔ اور موسے علیہ السلام سے پانی کی خواہش ظاہر کی۔ تو انھوں نے لاٹھی پتھر پر ماردی اور پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ آخر یہ لوگ من و سلوے کھاتے کھاتے اُکتا گئے۔ اور موسے علیہ السلام سے کہنے لگے۔ کہ ایک ہی طرح کا کھانا تو ہم سے نہیں کھایا جاتا۔ آپ خدا سے دعا کریں کہ ہمارے لئے زمین میں ترکاری اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز پیدا کر دے۔ موسے علیہ السلام نے کہا کہ اعلے درجے کی چیزوں کو چھوڑ کر ادنے درجے کی چیزیں کیوں لینی چاہتے ہو۔ اور اگر یہی چیزیں مطلوب ہیں تو کسی شہر کو فتح کر کے اس میں اُتر پڑو۔ وہاں جو مانگتے ہو سب کچھ ملیگا۔ مگر اُن کی حالت ایسی نہ تھی کہ پیغمبروں کا کہا مانتے۔ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے اور پیغمبروں کو قتل کر دیتے۔ اور نہایت درجے نافرمانی اور سرکشی کرتے۔ ان باتوں کی ان کو یہ سزا ملی کہ خدا کی طرف سے ہمیشہ کے لئے ذلت اور محتاجی ان کے لئے لازم کر دی گئی +

اہل سبا کا قصہ

سبا ایک بڑا سرسبز اور آباد شہر تھا اور اس کی داہنی اور بائیں طرف دو باغ تھے جن کے پھل نہایت لطیف اور مزے دار ہوتے۔ خدا نے وہاں کے باشندوں سے فرمایا کہ ہم نے

جو تم کو رزق عطا فرمایا ہے۔ اس کو کھایا کرو اور ہمارا شکر کیا کرو۔ یہاں تمہارے بسنے کو یہ پاکیزہ شہر ہے اور وہاں بخشنے کو خدائے غفور ہے۔ مگر ان لوگوں نے ان نعمتوں کی ناشکری کی۔ تو خدا نے بڑے زور کا سیلاب بھیجا۔ جس نے باغوں کو برباد کر دیا۔ ان باغوں کے بدلے خدا نے اُن کو اَور باغ دئے۔ مگر اُن میں کچھ تو جھاؤ تھا اور کچھ بیریاں۔ اور پھل بھی بدمزہ۔ خدا نے فرمایا کہ یہ صرف ان کی ناشکری کا بدلا تھا۔ اور خدا ناشکروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتا ہے +

اس کے علاوہ ان لوگوں کی ایک اور خواہش عجیب تھی۔ کہ سبا کی بستیاں اور ملک شام کے اور دیہات وقصبات ایسے قریب قریب آباد تھے کہ مسافر اُن میں رات دن بے کھٹکے چلا کرتے تھے۔ یہ لوگ اس سے ملول ہو گئے اور خدا سے التجا کرنے لگے کہ پروردگار ہماری بستیوں کو دُور دُور کر دے۔ چونکہ اس میں بھی خدا کی مہربانی کی ناشکری تھی اس لئے خدا نے قرب منازل کو دور کر کے اُن کو ایسا بے نشان کر دیا کہ بس اُن کی باتیں ہی رہ گئیں +

حکایت

جب موسےٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ مجھ پر ایمان لاؤ تو وہ کہنے لگے کہ جب تک ہم خدا کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لیں تم پر ایمان نہیں لانے کے۔ خدا نے اُن پر بجلی گرائی اور اس نافرمانی کا مزہ چکھا دیا +

ہاروت اور ماروت کا قصہ

جب جناب رسالت مآب مبعوث ہوئے تو یہودیوں کی ایک جماعت آپ پر ایمان نہ لائی۔ یہ لوگ کچھ ایسے ضدی اور ہٹ دھرم تھے۔ کہ آپ کی مخالفت تو درکنار جبرئیل علیہ السلام جو آپ کے پاس قرآن لے کر آتے تھے۔ اُن کے بھی دشمن ہو گئے۔ خدا نے فرمایا کہ جبرئیل تو صرف رسول اللہ کے دل پر قرآن القا کرنے والے ہیں اور بس۔ ان کے ساتھ دشمنی کرنی عجب نادانی کی بات ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پیغمبر آخر الزمان ان لوگوں کے پاس ایسی کتاب لے کر آئے ہیں۔ جو ان کی کتاب توریت کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ مگر ان نالائقوں نے تورات کو بھی بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ گویا اُس کی اِن کو کچھ خبر ہی نہیں اور ان کی عقلوں پر کچھ ایسا پردہ پڑ گیا ہے۔ کہ سلیمان کے وقت میں جو شیطانوں نے ایک طرح کے ڈھکوسلے نکال کھڑے کئے تھے۔ یہ ان کے پیچھے پڑ گئے اور ہدایت ربانی سے دور جا پڑے یہ شیاطین لوگوں کو ایک تو جادو سکھاتے اور دوسرے کچھ منتر پڑھاتے۔ جو شہر بابل میں ہاروت اور ماروت فرشتوں سے لوگ سیکھتے تھے۔ اور وہ باتیں اس قسم کی تھیں جن سے میاں بیوی میں جدائی ہو جائے۔ مگر ہاروت اور ماروت کا یہ دستور تھا کہ قبل اس کے کہ وہ لوگوں کو منتر سکھائیں ان سے کہہ دیا کرتے تھے کہ یہ باتیں منجر بکفر اور داخل بدعقیدتی ہیں۔ اور ہم یہ باتیں تم کو سکھا تو دیتے ہیں لیکن یہ خیال رکھنا کہ ہم خدا کی طرف سے آزمائش ہیں۔ تو تم جو کچھ کرنا چاہو سوچ سمجھ کر کرنا +

خدا فرماتا ہے کہ ان منتروں سے وہ لوگ خدا کے حکم کے سوا کسی کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ بلکہ ان سے خود اُن کو نقصان پہنچتا اور فائدہ کسی قسم کا حاصل نہ ہوتا۔ اور جو شخص ایسی باتوں کے پیچھے پڑتا ہے فوائد آخرت سے محروم رہتا ہے۔

حکایت

ایک زمانے میں وبا پڑی۔ ہزاروں بنی اسرائیل موت کے خوف سے گھر چھوڑ چھوڑ کر نکل بھاگے۔ خدا کی قدرت جہاں گئے وہاں بھی وبا پڑ گئی۔ اور موت نے سب کا رشتۂ زندگی منقطع کر دیا۔ ایک مدت کے بعد خدا نے ایک پیغمبر کی دعا سے ان کو پھر حیات بخشی اور سب زندہ ہو گئے۔

حضرت مریم علیہا السلام اور ولادتِ عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ

ایک دن مریم علیہا السلام اپنی بستی سے باہر تشریف لے جا کر مشرق کی طرف ایک جگہ جا بیٹھیں اور لوگوں سے پردہ کر لیا۔ وہاں خدا کی طرف سے حضرت جبرئیل آدمی کی شکل بن کر اُن کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ مریم نے ان سے کہا کہ اگر تم پرہیزگار اور نیکوکار ہو تو میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ جبرئیل نے کہا کہ مَیں انسان نہیں ہوں بلکہ خدا کا بھیجا ہُوا فرشتہ ہوں۔ اور اس لئے آیا ہوں کہ تم کو خدا کی طرف سے ایک پاک طینت لڑکے کی خوشخبری سُناؤں۔ مریم علیہا السلام

نے کہا کہ میرے ہاں لڑکا کیونکر ہو سکتا ہے۔ مجھے کبھی کسی مرد نے چھوا تک نہیں۔
جبرئیل نے کہا جیسا مَیں کہتا ہوں ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ پروردگار نے فرمایا ہے کہ
ہم کو ایسا کرنا آسان ہے۔ اور تمہارے ہاں لڑکا پیدا کرنے سے غرض یہ ہے۔ کہ
خدا اس کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی ایک نشانی اور ذریعۂ رحمت یزدانی بنائے
چنانچہ خدا نے مریم علیہا السلام میں اپنی روح پھونک دی اور ان کو امیدواری
ہوگئی۔ اِس حالت میں وہ ایک دور جگہ چلی گئیں۔ جب بچہ پیدا ہونے کا وقت
قریب آیا۔ تو ایک کھجور کے درخت کے نیچے جا بیٹھیں۔ کچھ تو دردِزہ کی تکلیف اور
کچھ یہ خیال کہ لوگ میری نسبت کیا کیا بدگمانیاں اور کیا کیا چرچے کرینگے۔ بہت
بیقرار ہوئیں اور کہنے لگیں کہ اے کاش میں اس سے پہلے مر چکی اور دُنیا سے
معدوم ہوگئی ہوتی۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نے آواز دی کہ مریم آزردہ خاطر
نہ ہو۔ خدا نے تمہارے پاس آب شیریں کا چشمہ جاری کر رکھا ہے۔ اور جس کھجور
کے درخت کے نیچے تم بیٹھی ہو اس کی کھجوریں پکی ہوئی ہیں اس کی جڑ پکڑ کر ہلاؤ
تو کھجوریں جھڑ پڑینگی۔ تو میٹھی میٹھی کھجوریں کھاؤ اور چشمے کا پانی پیو اور بچے کو
دیکھ دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ اور اگر کوئی شخص تم سے بچے کے بارے میں
دریافت کرے تو کہہ دینا کہ مَیں نے خدا کے لئے روزہ رکھا ہے۔ اس لئے میں
آج کسی سے بات نہیں کر سکتی جب مریم علیہا السلام بچے کو اپنے گھر لائیں تو لوگ اسے
دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ مریم یہ تو تو نے بڑا غضب کیا۔ ایسی حرکت تیرے خاندان میں
کبھی کسی نے نہیں کی۔ نہ تو تیرا باپ ہی بدافعال شخص تھا۔ اور نہ تیری ماں ہی
بدکار تھی۔ مریم علیہا السلام نے اُن کے جواب میں بچے کی طرف اشارہ کیا کہ

جو کچھ پوچھنا ہے۔ اس سے پوچھ لو وہ کہنے لگے کہ ہم گود کے بچے سے جس میں گفتگو کی طاقت نہیں کیونکر بات کریں۔ بچے کو خدا نے گویائی بخشی اور اُس نے کہا کہ مَیں خدا کا ایک مبارک بندہ ہوں۔ اس نے مجھ کو نبوت اور آسمانی کتاب عنایت فرمائی ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا رہوں۔ اور جس دن دنیا میں آیا اور جس دن اس کو چھوڑونگا اور جس دن دوبارہ زندہ کیا جاؤنگا ہمیشہ خدا کی رحمت میرے شامل حال رہی اور رہیگی +

یہی وہ لڑکا ہے جس کو عیسےٰ بن مریم کہتے ہیں +

حکایت

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دفعہ شام کے وقت اپنے خاصے کے گھوڑوں کا ملاحظہ کرنے لگے تو دیر تک اس میں مصروف رہے۔ جب فارغ ہوئے تو دیکھا کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ اور عصر کی نماز قضا ہوگئی۔ کہنے لگے اوہو میں اپنے مال کی محبت میں کچھ ایسا منہمک ہوگیا کہ ذکر خدا یعنی نماز کا بھی خیال نہ رہا۔ اس کے بعد پھر گھوڑے منگوائے۔ اور ان کی گردنوں اور ٹانگوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ خدا نے فرمایا کہ سلیمان ہمارے بہت خوب بندے تھے کہ ہر امر میں خدا کی طرف رجوع کرتے تھے +

حضرت نوح علیہ السّلام کا قصّہ

جب خدا نے حضرت نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ اور اُنھوں نے اُن سے
کہا کہ میں تم کو عذاب خدا کا ڈر سُنانے اور یہ سمجھانے آیا ہوں کہ خدا کے سوا کسی
اور کی عبادت نہ کرو۔ اگر اَور کی عبادت کروگے تو مجھے تم پر عذاب خدا کے نازل
ہونے کا اندیشہ ہے۔ تو ان لوگوں میں جو معزز تھے وہ کہنے لگے کہ تم کو ہم پر
فضیلت ہی کیا ہے جیسے ہم ہیں ویسے ہی تم ہو۔ اور تمھارا اتباع صرف اُن
لوگوں نے اختیار کیا ہے جو ذلیل اوقات ہیں۔ ہم تو تم کو مان نہیں سکتے۔ بلکہ ہم تمھیں
جھوٹا سمجھتے ہیں۔ حضرت نوح نے کہا کہ مجھ کو خدا نے اپنی رحمت عطا فرمائی ہے
اور اس کی حقیقت تم سے مخفی رکھی گئی ہے۔ اور بھائیو جو کچھ مَیں تم کو وعظ و نصیحت
کرتا ہوں اس کے بدلے مَیں تم سے طالب زر نہیں ہوں۔ مَیں اپنا صلہ خدا ہی
سے لونگا۔ اگر تم یہ کہو کہ میں ان ایمان لانے والوں کو اپنے پاس سے نکال دوں
تو ایسا نہیں ہونے کا اور تمھارا ایسا کہنا بھی نہایت بیوقوفی کی بات ہے کیونکہ
اتنا تو سوچو کہ اگر مَیں ان غریب ایمان والوں کو نکال دوں تو خدا کے سامنے میری
مدد کو کون کھڑا ہوگا۔ اور یاد رکھو کہ مَیں اس بات کا دعوےٰ نہیں کرتا کہ میرے
پاس خدائی خزانے ہیں۔ اور نہ یہ دعوےٰ کرتا ہوں کہ میں غیب جانتا ہوں۔
اور نہ یہ کہتا ہوں کہ مَیں فرشتہ ہوں۔ اور جن لوگوں کو تم حقیر سمجھتے ہو ان کی
نسبت بھی ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ وہ فضل خدا سے محروم رہینگے۔ اگر میں ایسی باتیں
کروں تو بڑے ظلم کی بات ہے۔ انھوں نے کہا نوح! تم کو جھگڑنا اور باتیں بنانا

توخوب آتا ہے۔ لیکن اگر تم سچے ہو تو جس عذاب سے ڈراتے ہو تو اُس کو لانازل کرو
نوح علیہ السلام نے کہا۔ ذرا توقف کرو۔ خدا نے چاہا تو عذاب تم پر نازل ہوتا ہے
خدا نے حضرت نوح کی طرف وحی بھیجی کہ نوح! جو لوگ ایمان لا چکے لا چکے۔ اب
اب کوئی ایمان نہیں لائیگا تو جس جس طرح کی باتیں یہ لوگ کرتے رہے ہیں تم اس
کا کچھ رنج نہ کرو۔ اور ہماری نگرانی میں ایک کشتی بناؤ۔ اور دیکھو ان نافرمان
لوگوں کے بارے میں ہم سے کچھ التجا نہ کرنا۔ کیونکہ ان کو ہم غرق کر کے
چھوڑینگے۔ نوح علیہ السلام نے ایمائے الٰہی کے مطابق کشتی بنانی شروع کی تو
کافروں کو اُن کے چھیڑنے اور ہنسی اُڑانے کا موقع ہاتھ آیا۔ چنانچہ یہ لوگ نوح
علیہ السلام کے پاس سے ہو کر گزرتے تو طرح طرح کے تمسخر کرتے۔ نوح علیہ السلام
ان کے تمسخر کا یہ جواب دیتے کہ جس طرح آج تم ہم پر ہنستے ہو۔ اسی طرح ایک دن
ہم تم پر ہنسینگے۔ آخر الامر حکم عذاب آپہنچا۔ اور آسمان سے موسلا دھار مینہ
برسنے لگا۔ اور اس شدت سے برسا کہ گویا آسمان کے دروازے کھل گئے۔
اس صورت میں غضب الٰہی طوفان بن کر اُبلتا اور اچھلتا ہُوا آیا۔ خدا نے
حضرت نوح کو حکم دیا کہ ہر قسم کے جانداروں میں سے نر و مادہ کا ایک ایک جوڑہ لیلو
اور جس شخص کی نسبت ہمارا حکم ہو کہ ہلاک ہو جائیگا اس کے سوا اپنے سب
گھر والوں اور ایمان لانے والوں کو کشتی میں سوار کرلو۔ نوح علیہ السلام نے
مومنوں سے کہ معدودے چند تھے کہا کہ خدا کا نام لے کر کشتی میں سوار
ہو جاؤ۔ جب سب سوار ہو لئے تو کشتی طوفان میں چلنے لگی۔ طوفان کی لہریں
اتنی بڑی بڑی اور اونچی اونچی تھیں کہ گویا پہاڑ بہ رہے ہیں۔ نوح علیہ السلام نے اپنے

تو کنعان سے الگ تھا اور کشتی میں سوار نہ تھا آواز دی کہ بیٹا آؤ ہمارے ساتھ کشتی
میں بیٹھ جاؤ۔ اور کافروں میں شامل نہ ہو۔ اس نے کہا کہ میں کشتی میں نہیں بیٹھنا
پانی میں تیر کر کسی پہاڑ سے جا لگتا ہوں اور وہاں حوادث طوفان سے محفوظ ہو جاؤنگا
نوح علیہ السلام نے کہا آج کوئی چیز خدا کے عذاب سے بچا نہیں سکتی۔ ہاں خدا
ہی جس پر رحم کرے وہ بچ سکتا ہے۔ ابھی باپ۔ بیٹا یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ
دونوں کے درمیان ایک موج آحائل ہوئی اور زیادہ گفتگو کرنے کی مہلت نہ دی
اس وقت نوح علیہ السلام نے خدا سے التجا کی کہ میرے پروردگار! تو نے میرے
اہل و عیال کو نجات دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور میرا بیٹا بھی میرے اہل و عیال
میں داخل ہے تو اس کو بھی نجات دے کہ تو وعدے کا سچا ہے۔ خدا نے فرمایا
نوح! تمہارا بیٹا تمہارے اہل و عیال میں داخل نہیں۔ کہ وہ بداعمال ہے۔ تو جس
چیز کی تم کو حقیقت معلوم نہیں اس کے بارے میں ہم سے درخواست ہی نہ کرو۔
اور ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ ایسی درخواست کر کے نادان نہ بنو۔ نوح علیہ السلام
نے عرض کی کہ میرے پروردگار میں ایسی جُرأت اور حرکت سے تیری ہی پناہ مانگتا
ہوں کہ جس بات کی مجھ کو حقیقت معلوم نہیں اس کی تجھ سے درخواست کروں
میرا قصور معاف فرما۔ القصہ اس طوفان میں قوم نوح غرق کر دی گئی۔ اور ان کے
ساتھ نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی ڈبو دیا گیا۔ جب سب غرق ہو گئے تو خدا نے آسمان
کو حکم دیا کہ اب مینہ برسانے سے رُک جا اور زمین کو حکم دیا کہ بارش کا پانی جذب
کر لے۔ تو پانی کا چڑھاؤ اتر گیا۔ اور کشتی کوہ جُودی پر جا ٹھہری۔ اس وقت ندا کر دی
گئی کہ نافرمان لوگ خدا کے ہاں سے دھتکارے گئے۔ اور نوح علیہ السلام کو

خدا کی طرف سے حکم ہوُا۔ کہ نوح اب سلامتی اور برکاتِ خدا کے ساتھ کشتی سے اُترو
یہ برکتیں تمھارے اور تمھارے ساتھیوں کے شامل حال رہینگی +

حکایت

ایک دفعہ رُؤسائے قریش حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور
حضرت چاہتے تھے کہ یہ ہدایت پر آجائیں۔ اس لئے نہایت توجہ سے اُن کو سمجھانے
میں مصروف تھے۔ اتنے میں عبداللہ بن اُمّ مکتوم صحابی جو نابینا تھے حاضر خدمت ہوئے
اور حضرت سے بات چیت کرنی چاہی۔ حضرت اُس کی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ خدا
نے حضرت کی یہ ادا پسند نہ کی۔ اور فرمایا کہ جو لوگ شوق و رغبت سے تمھاری
نصیحت نہیں سنتے اور بے پروائی کرتے ہیں۔ ان کی طرف تو تم خوب توجہ کرتے
ہو حالانکہ اگر وہ ہدایت نہ پائیں تو تم سے کچھ پرسش نہیں۔ اور ایک بیچارہ نابینا جو
خدا کا خوف رکھتا ہے تمھارے پاس اخلاص و محبّت سے دوڑتا ہوا آیا تو تم نے
ترش رو ہو کر اُس سے مُنہ موڑلیا۔ حالانکہ امید تھی کہ تمھاری نصیحت اس کے لئے
باعث تزکیہ ہوتی اور وہ اس سے نفع حاصل کرتا +

ذوالقرنین (یعنی سکندر) کا قصّہ

ذوالقرنین ایک بڑے جلیل القدر بادشاہ تھے۔ اور خدا نے ان کو اتنی دولت

حشمت اور ساز و سامان عطا فرمایا تھا۔ کہ مشرق و مغرب تک کا سفر کر ڈالا۔ پہلے انھوں نے مغرب کا سفر شروع کیا۔ تو چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں آفتاب ایسا دکھائی دیتا تھا۔ گویا کیچڑ کے گنڈ میں ڈوبتا ہے۔ وہاں ایک قوم بھی آباد تھی اُس کی نسبت خدا کی طرف سے ارشاد ہُوا کہ ذوالقرنین! ان لوگوں پر تم کو دونوں طرح کی قدرت حاصل ہے۔ چاہو ان کو تکلیف دو۔ چاہو ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ ذوالقرنین نے کہا کہ ان میں سے جو نافرمانی اور سرکشی کریگا۔ اُس کو ہم عذاب دینگے اور قیامت میں خدا بھی اُس کو عذاب دیگا۔ اور جو ایمان لائیگا اور نیک عمل کریگا اس کو خدا کے ہاں سے بھی نیک بدلا ملیگا اور ہم بھی اس پر سختی نہیں کرینگے۔ بلکہ ہر کام میں سہولت دینگے۔ اس کے بعد ذوالقرنین نے سفر مشرق کی طیاری شروع کی اور چلتے چلتے آفتاب کے نکلنے کی جگہ پر پہنچے۔ وہاں ایسے لوگ دیکھے جو نہ تو گھر بنانا جانتے تھے اور نہ دھوپ سے بچنے کے لئے کسی قسم کا سامان رکھتے تھے۔ پھر ایک اور سفر شروع کیا۔ چلتے چلتے ایک پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے۔ اس گھاٹی کے اِدھر ایک قوم آباد تھی اور وہ لوگ یاجوج وماجوج کی قوم کے ہاتھ سے بڑے زِچ تھے۔ انھوں نے ذوالقرنین کے وہاں جانے کو بہت غنیمت سمجھا۔ اور کہنے لگے کہ ذوالقرنین! اس گھاٹی کے اُدھر یاجوج وماجوج ہیں۔ اور وہ ہمارے ملک میں آکر فساد کرتے اور ہم کو تکلیف دیتے رہتے ہیں۔ ہم زر و مال جمع کر دیتے ہیں۔ آپ مہربانی کرکے ہمارے اور ان کے درمیان روک بنادیں۔ ذوالقرنین نے کہا کہ زر تو خدا کے فضل سے ہمارے پاس بہت ہے۔ البتہ زور کی ضرورت ہے۔ سو تم قوت بازو سے ہم کو مدد دو۔ ہم

تم میں اوران میں ایک بڑی اونچی اور مضبوط دیوار کھینچ دیتے ہیں اُنھوں نے اس بات کو
منظور کیا۔ تو ذوالقرنین نے کہا ۔ کہیں سے لوہے کی سلیں مہیا کرو ۔ جب انھوں
نے سلیں مہیا کردیں تو ذوالقرنین نے دیوار بنوانی شروع کی ۔ جب بن چکی تو حکم دیا
کہ اس کو دھونکو ۔ انھوں نے دھونک دھونک کر دیوار کو لال انگارا کر دیا تو
ذوالقرنین نے تانبا منگوایا اور اس کو پگھلا کر دیوار پر انڈیل دیا ۔ اب یہ ایسی بلند
اور مضبوط دیوار طیار ہوگئی کہ یاجوج ماجوج نہ تو اس پر چڑھ سکتے ۔ اور نہ اُس میں
سوراخ کر سکتے تھے ۔ ذوالقرنین نے خدا کی جناب میں شکر ادا کیا اور کہا کہ یہ میرے
پروردگار کی مہربانی ہے ۔ لیکن جب قیامت آئیگی ۔ تو خدا اس کو ڈھا کر برابر کر دیگا +

حضرت موسےٰؑ اور دیدار خدا کا قصہ

حضرت موسے علیہ السلام کو خدا نے ارشاد فرمایا کہ تم کوہِ طور پر جاکر تیس دن ہماری
عبادت کرو ہم تم کو توراۃ عنایت کرینگے ۔ موسےٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے اور خدا
ان سے ہمکلام ہوا ۔ تو موسے کے دل میں خدا کے دیدار کا شوق پیدا ہوا اور انھوں
نے خدا سے التجا کی کہ میرے پروردگار تو نے مجھے اپنی ہمکلامی کا شرف بخشا ہے تو
اپنے دیدار سے بھی میری آنکھیں منور فرما ۔ خدا نے فرمایا تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکوگے
اور اگر ایسا ہی شوق ہے ۔ تو سامنے کے پہاڑ پر نظر کرو ۔ میں اس پر جلوہ گر ہونگا ۔
اگر یہ پہاڑ قائم اور اپنی جگہ پر ٹھیرا رہا تو جاننا کہ تم مجھ کو بھی دیکھ سکوگے ۔ نہیں تو
نہیں ۔ جب خدا پہاڑ پر جلوہ فرما ہوا تو پہاڑ تجلی انوار الٰہی کی تاب نہ لا سکا اور

چلنا چور ہوگیا۔ موسےٰ بھی غش کھا کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے
کہ اے پروردگار تیری ذات پاک ہے۔ میں نے جو تیرے دیکھنے کی درخواست
کی تھی میری خطا تھی۔ میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ اور تجھ پر ایمان لانے والوں میں
سب سے اول میں ہوں +

حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ایک مقدمے میں فیصلہ

داؤد علیہ السلام کے وقت میں ایک شخص کی بکریوں کا ریوڑ ایک زمیندار کے کھیت
میں جا پڑا اور کھیت کا بہت سا نقصان کر ڈالا۔ زمیندار نے بکریوں کے مالک پر
داؤد علیہ السلام کی عدالت میں نالش دائر کر دی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ کھیت
کا اُتنے ہی کا نقصان ہوا ہے۔ جتنے کی بکریاں تھیں۔ تو داؤد علیہ السلام نے نقصان
کے عوض بکریاں زمیندار کو دئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ فیصلہ حضرت سلیمان
علیہ السلام کو معلوم ہوا۔ تو اُنھوں نے کہا۔ کہ والد صاحب سے اس حکم کے صادر
کرنے میں غلطی ہوئی۔ حکم یہ دینا چاہیئے تھا۔ کہ جب تک کھیت کا نقصان پورا
نہ ہو۔ تب تک بکریوں کا مالک زمیندار کی کھیتی کا کام کرتا رہے۔ اور اس وقت
تک بکریوں کے دودھ اور اُن کے بالوں سے زمیندار فائدہ اٹھاتا رہے۔ جب کھیتی
اصلی حالت پر آجائے تو بکریاں بکریاں والے کو واپس دے دی جائیں۔ خدا نے
حضرت سلیمان کے فیصلے کو صحیح قرار دیا اور فرمایا۔ کہ جب داؤد اور سلیمان دونوں
ایک کھیتی کے مقدمے میں جس میں بعض لوگوں کی بکریاں جا پڑی تھیں فیصلہ

کرنے لگے تو ہم ان کو دیکھ رہے تھے اور ہم نے صحیح فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا تھا +

حضرت یُونس علیہ السّلام کا قِصّہ

حضرت یونس علیہ السلام کو خدا نے اُن کی قوم کی طرف مبعوث کیا تو اُن لوگوں نے اُن کی مخالفت کی اور ایمان نہ لائے۔ یہ ناراض ہوکر ان میں سے بھاگ نکلے۔ اور اس بات کا خیال نہ کیا کہ مجھ کو تو خدا نے انھیں کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے بھاگوں کیوں۔ اور خدا سے بھاگ کر جاؤنگا کہاں۔ رستے میں پڑتا تھا دریا۔ یہ بھی لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی چلتے چلتے ایک جگہ رُک گئی۔ ناخدا نے کہا کہ کشتی کے رُک جانے کی ایک خاص وجہ ہے وہ یہ کہ سواران کشتی میں کوئی غلام ہے جو اپنے مالک کے ہاں سے بھاگ کر آیا ہے۔ کشتی کے چلنے کے لئے اس کا اترنا ضرور ہے۔ کیونکہ جب تک وہ نہیں اتریگا۔ کشتی نہیں چلیگی۔ سب سے پوچھا۔ بظاہر کوئی ایسا شخص معلوم نہ ہوا جو مالک سے بھاگا ہوا غلام ہو۔ ناچار قرعہ ڈالا تو یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ لوگوں نے ان کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا۔ اور وہاں ان کو مچھلی نگل گئی تب یہ سمجھے کہ میں ہی ایسا غلام ہوں جو اپنے مالک خدائے تعالےٰ کے ہاں سے بھاگ کر آیا ہوں۔ لگے اپنی حرکت پر پچھتانے اور خدا سے التجا کرنے کہ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ذات ہے میں نے نادانی سے اپنے حق میں بڑا ظلم کیا۔ تو میرا قصور معاف فرما۔ خدا نے قصور معاف کیا۔ اور ان کو مچھلی کے پیٹ میں سے نکال کر کھلے میدان میں

ڈال دیا اور کدو کا ایک درخت بھی اُن پر اُگا دیا تاکہ بدن پر مکھیاں بیٹھ کر زخم نہ کردیں
غرض یونس علیہ السلام خوب تندرست و توانا ہوکر پھر اُن لوگوں میں جو ایک لاکھ یا اس سے
زیادہ تھے تشریف لے گئے اور ان کو ہدایت کرتے رہے۔ آخرالامر وہ لوگ
ان پر ایمان لائے۔ اور ایک مدت خاص تک دنیا میں امن چین سے بستے
رہے ÷

حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کا قصّہ

جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام تبلیغ رسالت کرنے لگے تو بنی اسرائیل سے کہا
کہ مجھ کو خدا نے تمھارے پاس اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ تم کو اُس کی عبادت
کا سیدھا رستہ دکھاؤں اور بعض چیزیں جو تم پر حرام ہیں ان کو حلال کردوں اور
تمھیں تکلیف اور تنگی میں نہ رہنے دوں۔ اور میں خدا کی طرف سے نشانیاں
بھی لایا ہوں۔ مثلاً مٹی سے جانور بنا کر اُس میں پھونک مار دیتا ہوں تو وہ خدا
کے حکم سے اُڑنے لگتا ہے۔ اور اُسی کے حکم سے مُردوں کو زندہ اور مادرزاد اندھوں
اور کوڑھیوں کو تندرست کردیتا ہوں۔ اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں
میں جمع کر رکھتے ہو سب تم کو بتا دیتا ہوں۔ پس تم خدا سے ڈرو اور میری اطاعت
کرو۔ اور خدا جو میرا اور تمھارا سب کا پروردگار ہے اسی کی عبادت کرو کہ یہی
سیدھا رستہ ہے ÷

یہود جو بڑے ہٹ دھرم تھے آپس میں کہنے لگے کہ یہ شخص تو جادوگر ہے اس کو

6366

قتل کر دینا چاہیئے۔ عیسےٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ وہ لوگ ان پر ایمان نہیں لاتے تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو خدا کا طرفدار اور میرا مددگار ہو؟ حواری کہنے لگے کہ ہم خدا کے طرفدار اور آپ کے مددگار ہیں اور ہم خدا پر ایمان لاتے اور اس کے آگے سرِتسلیم خم کرتے ہیں +

آخرکار یہودیوں نے اپنے پندار میں حضرت عیسےٰ کو پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا۔ مگر حقیقت میں نہ تو انھوں نے ان کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا۔ بلکہ خدا نے ان کو یہودیوں کی شرارت سے بچا لیا اور فرمایا کہ عیسےٰ یہ لوگ لاکھ تدبیریں کریں کبھی تم پر قابو نہیں پاسکینگے اور تمھیں قتل نہیں کر سکینگے۔ ہم تمھاری مُدّتِ حیات پوری کر کے تم کو اپنی طرف اُٹھا لینگے اور کافروں کی صحبت کی ناپاکی سے تمھیں پاک کر دینگے اور جو لوگ تمھاری پیروی کرتے ہیں اُن کو اِن مُنکروں پر ہمیشہ غالب رکھیں گے +

داؤد علیہ السّلام کا اپنی ایک غلطی پر مُتنبّہ ہونا

حضرت داؤد علیہ السلام نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ ایک دن کیا ہُوا کہ دو شخص ان کی خدمت میں ناوقت اُن کی عبادت گاہ کی دیوار پھاند کر حاضر ہوئے داؤد علیہ السلام ان کے ایسے وقت اور اس طرح پر آنے سے کچھ خائف سے ہو گئے۔ انھوں نے کہا حضور کسی طرح کا خوف نہ کریں۔ ہم حضور کی خدمت میں ایک مقدمہ لے کر آئے ہیں۔ اُسے انصاف سے فیصلہ کر دیں داؤد علیہ السلام

نے رو داد دریافت کی تو ایک نے کہا کہ اس دوسرے کے ہاں جو میرا بھائی ہے ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے ہاں صرف ایک دُنبی ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ میری دُنبی بھی مجھ سے لیلے۔ اور لسّان ایسا ہے کہ گفتگو میں مجھے مغلوب کر دیتا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ جو تمھاری دُنبی لے کر اپنی دُنبیوں میں ملانا چاہتا ہے۔ تم پر ظلم کرتا ہے۔ اور زمانے کی ہوا کچھ ایسی بگڑی ہوئی ہے۔ کہ اکثر لوگ ایک دوسرے پر ظلم کیا کرتے ہیں۔ البتہ ایمان دار اور نیکو کار لوگ ظلم و زیادتی نہیں کرتے اور خدا کے ایسے بندے بہت کم ہیں +

اس مقدمے سے داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ یہ تو خدا کی طرف سے میری ہی کسی خطا کی اصلاح ہے۔ تو اُنھوں نے خدا کے آگے سر بسجود ہو کر استغفار کیا۔ اور خدا نے بھی ان کی خطا معاف فرما دی +

حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے ذبح ہونے کا قِصّہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے ایک سعادتمند لڑکا عنایت فرما۔ خدا نے دُعا قبول فرمائی۔ اور اسمٰعیل علیہ السّلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی جب اسمٰعیل علیہ السلام نے کچھ ہوش سنبھالا تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے خواب دیکھا کہ گویا وہ اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ یہ خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمعیل سے بیان کیا اور کہا کہ بیٹا یہ ایک طرح کا خدا کا حکم ہے۔ تو تم بتاؤ کہ اس میں

تمھاری کیا رائے ہے۔ حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ ابا جان آپ اس میں مجھ سے میری رائے کیا دریافت فرماتے ہیں۔ آپ کو جو حکم ہُوا ہے بے تامل اس کی تعمیل کیجئے۔ مَیں خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے حاضر ہوں اور انشاءاللہ آپ دیکھینگے کہ میں خدا کی رضا جوئی کے لئے صاحب استقلال اور صابر ہوں۔ جب دونوں باپ بیٹا حکم خدا کی تعمیل پر آمادہ ہوگئے۔ اور باپ نے ذبح کرنے کے لئے بیٹے کو ماتھے کے بل پچھاڑا تو خدا کو ان کی فرمانبرداری نہایت پسند آئی تو اُس نے ایک بڑی قربانی کو حضرت اسمٰعیل کا فدیہ دیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ابراہیمؑ شاباش تم نے خواب کو سچ کر دکھایا اس خواب سے، ہم کو تمھارا امتحان مقصود تھا اور اس میں تم پورے اُترے شعر

بہت خوب کی تم نے میری اطاعت　　تمھیں اے مرے دوست صد آفریں ہے

حضرت ابراہیم کا انتظاماتِ قدرتِ الٰہی میں نظر کرنے کا قصّہ

حضرت ابراہیمؑ شروع ہی سے خدا پرست اور بڑے سمجھ دار تھے اور جانتے تھے۔ کہ بُت پرستی بڑی نادانی کی بات ہے۔ چنانچہ انھوں نے اپنے والد آزر سے صاف کہہ دیا کہ آپ اور آپ کی قوم کے لوگ جو بتوں کو معبود مانتے ہیں سب گمراہی میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی مورتیں کبھی پرستش کے لائق نہیں ہوسکتیں۔ معبود ہونے کے لائق تو صرف وہ خدائے واحد ہے جس کی شان سب سے بلند ہے۔ یہ حال دیکھکر خدا کو منظور

ہُوا کہ اُن کو انتظاماتِ قدرت دکھائے تاکہ اُن کو خدا کا کامل یقین ہو جائے۔ چنانچہ
جب رات پڑی اور ایک بڑا ستارہ نظر آیا تو ابراہیم علیہ السلام اس کو دیکھ کر کہنے
لگے کہ یہ خدا ہے لیکن جب وہ غروب ہو گیا تو بولے کہ میں غروب ہو جانیوالی
چیزوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند کو دیکھا کہ بڑا جگمگا رہا ہے تو خیال کیا
کہ یہ خدا ہے۔ مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو بولے کہ اگر خدا مجھ کو حق بات
نہیں سجھائیگا تو میں غلطی میں پڑ جاؤنگا۔ پھر جب سورج کو دیکھا کہ سب سے
شاندار اور اپنی کرنوں سے دنیا کو منور کر رہا ہے تو سمجھے کہ یہ خدا ہے۔ لیکن
جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے کہ ان چیزوں میں سے تو کوئی چیز بھی خدا
نہیں ہو سکتی۔ اور اپنی قوم سے خطاب کرکے فرمانے لگے کہ بھائیو جن چیزوں
کو تم خدا کے ساتھ شریک بناتے ہو مجھے اُن سے کچھ سروکار نہیں۔ میں
صرف اُسی ذات پاک کا ماننے والا ہوں جس نے زمین و آسمان کو بنایا اور
اُسی کا ہو کر رہونگا۔ اور میں شرک کرنے والوں کی جماعت میں سے نہیں ہوں۔

حضرت ہُود کا قصّہ

حضرت ہود جب خلعت نبوت سے مشرف ہوئے تو اپنی قوم کو نصیحت فرمانے
لگے کہ خدا ہی کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور
اس سے ڈرتے رہو۔ اور میرا کہا مانو۔ میں تمھارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ اور
جو وعظ و نصیحت تم کو کرتا ہوں۔ اس کا تم سے کچھ بدلا بھی نہیں مانگتا۔ اس کا

صلہ تو خداوند عالم ہی مجھے عطا فرمائیگا۔ دیکھو تم لوگوں کا حال عجب طرح کا ہے کہ
اونچے اونچے مقامات پر بے ضرورت مستحکم عمارتیں بناتے ہو جن میں صنعت
کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ گویا ہمیشہ دنیا میں رہو گے۔ اور جب کسی
کو پکڑتے ہو تو بڑی سختی سے پکڑتے ہو تم کو چاہیئے کہ خدا سے ڈرو جس نے
تم کو چارپائے اور اولاد اور باغ اور چشمے عنایت فرمائے۔ اور جو چیزیں
تم کو عطا کیں تمھیں خوب معلوم ہیں۔ تو کفار کہنے لگے تم ہمیں احمق اور جھوٹے
معلوم ہوتے ہو۔ ہود علیہ السلام نے کہا مجھ میں حُمق کی کوئی بات نہیں میں تو
خدائے رب العالمین کا پیغمبر ہوں۔ تم کو اس کے احکام پہنچاتا ہوں اور تمھاری
بھلائی چاہتا ہوں۔ بھلا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمھیں میں سے ایک
شخص کی معرفت خدا اپنے احکام تمھارے پاس پہنچائے۔ اور وہ تم کو عذاب
خدا سے ڈرائے۔ تم کو خدا کا احسان یاد کرنا چاہیئے۔ کہ اس نے تم کو قوم نوح کے
بعد اُن کا جانشین کیا اور اوروں سے قدآور اور لحیم وشحیم بھی بنایا۔ انھوں نے
کہا ہودا ہمارے پاس پیغمبر بن کر آنے سے تمھاری یہ غرض معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہم
خدائے واحد کی عبادت کرنے لگیں اور جن معبودوں کو ہمارے بڑے پوجتے چلے آئے
ہیں ان کی پرستش ترک کردیں۔ ہود علیہ السلام نے کہا۔ اگر تم ایسی بدکرداریوں سے
باز نہ آؤ گے تو مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر خدا کا عذاب نازل ہو کر تمھارا ناس کردیگا
اُنھوں نے کہا تم ہمیں نصیحت کر دیا نہ کرو ہم کو برابر ہے۔ اور عذاب کا ڈراوا جو
تم ہم کو دیتے ہو تو یہ بات ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے۔ اگلے لوگ بھی اسی طرح
ڈراوا دیا کرتے تھے اور ہم پر نہ کبھی کوئی عذاب نازل ہوا نہ ہو۔ اگر تم سچے ہو

توجس عذاب سے تم ہم کو ڈراتے ہو ہم پر لا نازل کرو۔ ہود نے جواب دیا کہ یقین کرو کہ عنقریب تم پر خدا کا غضب نازل ہوا چاہتا ہے۔ اور تم عجب دشمن عقل ہو کہ مجھ سے ان فرضی ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمھارے بڑوں نے اپنی طرف سے گھڑ رکھے ہیں اور خدا کی طرف سے ان کی کوئی سند نہیں۔ غرض قوم عاد نے ہود علیہ السلام کی تکذیب کی اور ان کی اطاعت نہ کی نتیجہ یہ ہُوا کہ خدا نے اپنی مہربانی سے ہود اور ان کے ساتھیوں کو تو بچا لیا اور مکذّبین و مکفِّرین کی جڑ کاٹ کر پھینک دی +

سلیمان اور بلقیس کا قصّہ

حضرت سلیمان کو خدا نے نبوت کے علاوہ بادشاہت بھی عطا فرمائی تھی اور ایسی بادشاہت کہ جنّات اور پرندوں پر بھی اُن کا حکم چلتا تھا۔ اور اسی لئے خدا نے اُن کو پرندوں کی بولی بھی سکھادی تھی۔ ایک دن کا مذکور ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکر کا ملاحظہ کرنا چاہا اور حکم دیا کہ انسانوں اور جنوں اور پرندوں کے سب لشکر ہمارے ملاحظے کے لئے پیش ہوں اور قسم وار ہمارے روبرو کھڑے کئے جائیں۔ اس حکم کے مطابق تمام لشکر جمع ہوئے۔ اور بہ ترتیب ان کے سامنے کھڑے کئے گئے سلیمان علیہ السلام نے اُن کا ملاحظہ کیا اور پھر ان کو ایک طرف کو لے کر روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ایک چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی اتنا لشکر کثیر دیکھ کر دوسری چیونٹیوں سے کہنے لگی کہ چیونٹیو اپنے

اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو۔ کہ سلیمان اور اُن کے لشکر کے پاؤں کے تلے آکر کچلی جاؤ اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ چیونٹی کی یہ بات سُن کر سلیمان ہنسے اور مسکرائے اور خدا کی جناب میں اُس کے احسانات کا شکر ادا کیا +

سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی موجودات لی تو دیکھا کہ اُن میں ہُدہُد موجود نہیں ہے۔ کہنے لگے کیا سبب ہے کہ ہُدہُد نظر نہیں آتا۔ آیا پرندوں کی کثرت کی وجہ سے مجھ کو دکھائی نہیں دیتا یا کہیں چلا گیا ہے۔ معلوم ہُوا کہ غیر حاضر ہے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے کہا یہ اُس کا سخت قصور ہے۔ اگر وہ اپنی غیر حاضری کی وجہ معقول پیش کریگا تو درگزر کیا جائیگا۔ ورنہ ہم اس کو سخت سزا دینگے یا جان ہی سے مار ڈالینگے۔ تھوڑی دیر بعد ہُدہُد بھی آحاضر ہُوا۔ سلیمان علیہ السلام نے پوچھا ہدہد تو کہاں چلا گیا تھا؟ اس نے کہا حضور میں ایک ایسے ملک میں چلا گیا جس کی مجھے پہلے خبر نہ تھی۔ اور وہاں ایسے حالات دیکھ کر آیا ہوں جو حضور کو بھی معلوم نہیں میں اُڑتا اُڑتا اتفاقاً شہر سبا میں جا پہنچا۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت وہاں کے لوگوں کی بادشاہ ہے۔ اور ہر طرح کے سازوسامان سلطنت اُس کو حاصل ہیں۔ اس کا ایک تخت بھی ہے جو نہایت عظیم الشان اور بیش بہا ہے۔ مگر یہ لوگ خدا پرستی سے مطلق واقف نہیں۔ کیا ملکہ اور کیا رعایا سب آفتاب کی پرستش اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور شیطان ان کو سجھا رہا ہے کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں بہت خوب کرتے ہیں۔ افسوس کہ یہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ عبادت کے لائق وہی خدائے واحد ہے۔ جو زمین و آسمان اور عرش بریں کا مالک اور ہر چیز سے باخبر ہے تو اُسی کے آگے کیوں سجدہ نہ کریں۔ خدا وہ ذات پاک ہے کہ اس کے سوا کوئی سزاوار عبادت

نہیں سلیمان علیہ السلام نے کہا اچھا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹ
چنانچہ انھوں نے اسی وقت ایک خط لکھا اور ہدہد کو دے کر کہا کہ یہ خط ملکۂ
سبا کے پاس لے جا اور دیکھ کہ وہ لوگ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ ہُدہُد خط
لے کر اُڑا اور ملکہ کو جا پہنچایا۔ ملکہ نے خط پڑھ کر اپنے اہلِ دربار سے کہا۔ کہ یہ سلیمان
بادشاہ کا نامۂ گرامی ہے۔ اور اسے خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع
کر کے لکھا ہے کہ "ہم نے سنا ہے کہ تم لوگ خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو پوجتے اور
اس کے آگے سجدہ کرتے ہو۔ یہ نہایت نامعقول اور کفر کی بات ہے۔ چاہئے کہ
تم لوگ فرماں بردار بن کر ہمارے پاس آجاؤ۔ اس حکم کی تعمیل میں کسی طرح کا پس و
پیش اور سرکشی نہیں کرنی چاہئے"۔ تو بتاؤ کہ اس میں تمھاری کیا صلاح ہے۔ انھوں
نے کہا کہ حضور، ہم بھی بڑے طاقتور اور جنگجو ہیں۔ کچھ گئے گزرے نہیں
ہیں۔ مگر یہ بات حضور کے اختیار ہے کہ ہمیں لڑائی کا حکم دیں یا قبول اطاعت
کے لئے ارشاد فرمائیں۔ **بیت**

اگر جنگ جوئی نہ بینی درنگ ۔۔۔ وگر صلح خواہی نخواہیم جنگ[۱]

مگر یہ ضرور ہے کہ جو حکم حضور دینا چاہیں اُس میں اچھی طرح غور فرمالیں اور اُس کے
نفع و ضرر کو سوچ لیں۔ ملکہ نے کہا۔ لڑائی میں یہ بڑی قباحت ہوتی ہے کہ جب
بادشاہ کسی شہر کو بزور شمشیر فتح کرتے ہیں تو اس کو ویران اور وہاں کے باشندوں کو ذلیل

---

[۱] یہ بیت اصل میں یوں ہے۔

اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ۔۔۔ وگر جنگ جوئی ندارم درنگ

ہم نے حسب اقتضائے مقام اس میں تصرف کر دیا ہے +

و بے خانماں کر دیا کرتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ لڑائی کریں تو خدا جانے اونٹ کس کروٹ بیٹھے۔ اگر میدان اُن کے ہاتھ رہا تو وہ بھی یہی معاملہ کرینگے۔ اور یہ بڑے نقصان کی بات ہے۔ ہمارے نزدیک یوں مناسب ہے کہ پہلے سلیمان کی غرض معلوم کریں۔ اس لئے ان کے پاس تحفے تحائف بھیجتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ کہ وہ کس بات کے خواہشمند ہیں۔ چنانچہ قاصد مع تحائف روانہ کیا گیا۔ اور اس نے سلیمان علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہو کر تحفے پیش کئے۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا ہم کو مال کی کچھ ضرورت نہیں خدا نے اپنی مہربانی سے ہم کو بہت کچھ دے رکھا ہے۔ اپنے تحفوں کو واپس لیجاؤ اور اُن سے کہو کہ اگر وہ ہماری اطاعت قبول نہیں کرینگے تو ہم ان پر ایسی فوجیں لے کر چڑھائی کرینگے۔ کہ وہ تاب مقاومت نہیں لاسکینگے۔ اور ہم اُن کو وہاں سے ذلیل و خوار کر کے نکال دینگے۔ یہ جواب سن کر قاصد واپس چلا گیا اور سلیمان نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ قبل اس کے کہ اہل سبا مطیع ہو کر ہمارے حضور میں حاضر ہوں ملکہ کا تخت ہمارے پاس لا حاضر کیا جائے تو تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے۔ کہ اس کام کو سرانجام کر سکے؟ ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا۔ کہ میں یہ کام بخوبی کر سکتا ہوں اور حضور کے دربار برخاست کرنے سے پہلے پہلے تخت کو حضور میں لا حاضر کرونگا۔ ایک اور شخص بولا میں آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت کو حضور کے سامنے لا حاضر کرتا ہوں۔ چنانچہ تخت لا کر حاضر کر دیا گیا۔ سلیمان نے تخت دیکھ کر کہا کہ یہ بھی میرے پروردگار کا احسان ہے۔ اور اس سے

غرض یہ ہے کہ مجھ کو آزمائے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ خیر قاصد نے ملکہ کو وہی جواب جا سنایا جو سلیمان علیہ السلام نے دیا تھا۔ وہ تو پہلے ہی بادشاہوں کے طریق عمل سے واقف تھی لڑائی کرنی قرین مصلحت نہ سمجھی اور اطاعت ہی اختیار کرنی پڑی سلیمان علیہ السلام کو یقین تھا کہ یہ لوگ ضرور فرماں بردار بن کر اُن کی خدمت میں حاضر ہونگے۔ تو اُنھوں نے ملکہ کی عقل کے امتحان کے لئے اُس کے تخت کی صورت بدلوا دی۔ کہ دیکھیں وہ اس کو پہچان سکتی ہے یا نہیں۔ غرض بلقیس سلیمان علیہ السلام کے حضور میں آ حاضر ہوئی اور اُس سے پوچھا گیا کہ آپ کا تخت بھی ایسا ہی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ تو ہُو بہُو وہی ہے۔ پھر اُس سے کہا گیا کہ محل میں تشریف لے چلئے۔ یہ محل شیشے کا بنا ہوا تھا اور اس کے فرش میں بھی نہایت صاف و شفاف شیشے جڑے ہوئے تھے۔ ملکہ نے محل میں قدم رکھا تو شیشے کے فرش کو پانی خیال کیا اور وہاں سے گزرنے کے لئے پنڈلیوں تک پائنچے اُٹھا لئے سلیمان علیہ السلام نے کہا پائنچے کیوں اُٹھاتی ہو۔ یہ تو شیش محل ہے۔ جس کا فرش بھی شیشے ہی کا ہے۔ ملکہ بولی اوہو مجھے تو بڑا دھوکا ہوا۔ ان باتوں کے بعد سلیمان علیہ السلام نے اس کو خدا پرستی کی تلقین کی اور وہ خدا کی جناب میں عرض کرنے لگی کہ اے میرے پروردگار میں سخت نادانی میں پھنسی اور اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی کہ اتنی مدت تک تجھ کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتی رہی۔ مَیں اس خطا کی تجھ سے معافی مانگتی ہوں۔ اور اب سلیمان کے ساتھ تجھ پر ایمان لاتی ہوں +

حکایت

حضرت عیسےٰ کے حواریوں یعنی اصحاب نے ایک دفعہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے کہا کہ بھلا خدا ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے کھانے کا خوان نازل کرے عیسےٰ علیہ السلام نے کہا۔ کیا مومن ہو کر ایسا کلمہ منہ سے نکالتے ہو؟ خدا سے ڈرو اور ایسی بات کہنے سے توبہ کرو۔ انھوں نے کہا کہ ہمارا یہ مقصود نہیں کہ معاذاللہ خدا ایسا کر نہیں سکتا۔ بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر خدا خوانِ کرم نازل کرے تو ہم اس سے کھائیں اور خوشی منائیں۔ عیسےٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے اپنی نعمت کا خوان نازل فرما۔ جو تیری قدرت کی نشانی اور ہمارے لئے موجب شادمانی ہو۔ خدا نے خوان نازل فرمایا اور اُن لوگوں نے اُس کو بڑے شوق سے کھایا ✦

حضرت صالح علیہ السلام کا قصہ

حضرت صالح نے اپنی قوم کو نصیحت کی کہ بت پرستی چھوڑ کر خدا ہی کی عبادت کرو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اگر خدا کی طرف سے کوئی نشانی چاہو تو یہ اونٹنی تمھارے لئے ایک معجزہ ہے۔ اس کو نقصان پہنچانے کی نیت سے کوئی اِسے ہاتھ بھی نہ لگائے۔ اور یہ بے روک ٹوک جہاں چاہے پھرے اور جہاں سے چاہے چرے۔ اور اگر اس کو کسی طرح کا نقصان پہنچاؤ گے تو

عذاب خدا میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اور خدا کا احسان یاد کرو کہ اس نے تم کو قوم عاد کے بعد اُن کا جانشین بنایا۔ اور روے زمین پر اس طرح آباد کیا کہ مٹی سے گارا اور اینٹیں بنا کر رفیع الشان عمارتیں اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو تو جو لوگ اہل ثروت تھے وہ غریب لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے پوچھنے لگے۔ بھلا تم یقین کرتے ہو کہ صالح فے الحقیقت رسول خدا ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں وہ بیشک رسول خدا ہیں۔ اور جو حکم خدا نے اُن کو دے کر بھیجا ہے۔ ہم اس پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ کفار نے کہا تم یقین رکھتے ہو رکھو ہم تو نہیں مانتے۔ ایسے سرکش عذاب خدا سے کب ڈرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام کی نصیحت قبول نہ کی اور اونٹنی کو کاٹ ڈالا اور کہنے لگے کہ صالح جس عذاب کا تم ہم کو ڈراوا دیتے ہو۔ اگر تم واقع میں پیغمبر خدا ہو تو اسے ہم پر لا نازل کرو۔ خدا کو ایسے بے ایمانوں پر عذاب نازل کرتے ہوے کیا دیر لگتی تھی۔ فے الفور ایک سخت بھونچال آیا اور کفار اپنے گھروں میں جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے +

فرعون اور موسے علیہ السّلام کا قصّہ

فرعون بادشاہ مصر بڑا متکبّر تھا۔ یہاں تک کہ خدا کو بھی نہ مانتا تھا۔ اُس نے ایک خواب متوحش دیکھا۔ اور نجومیوں سے اُس کی تعبیر پوچھی۔ اُنھوں نے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو اُن کو تمھاری حکومت سے آزاد

تمہاری سلطنت کو برباد کر دیگا۔ فرعون نے اس کا انسداد اپنے نزدیک یوں کیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہوتا اُس کو ہلاک کرا دیتا۔ کہ نہ لڑکا زندہ رہے نہ باعث زوالِ سلطنت ہو۔ لیکن خدا کو یہ منظور تھا کہ وہ بنی اسرائیل پر جن کو فرعون نے کمزور کر رکھا تھا۔ اپنا فضل و کرم کرے یعنی ان کو سردار اور بادشاہت کا مالک بنائے۔ اور جس بات کا فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو خطرہ تھا وہی اُن کے ہاتھ سے وقوع میں لائے اور اپنی قدرت اور قوّت دکھائے۔ پس جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو خدا نے اُن کی والدہ کی طرف وحی بھیجی کہ ان کو بے خوف و خطر دودھ پلاتی رہو۔ اور جب اُن کی نسبت تم کو کسی طرح کا کھٹکا معلوم ہو تو ان کو صندوق میں رکھ کر دریا میں بہا دینا اور رنج و ہراس مطلق نہ کرنا۔ کیونکہ ہم ان کو صحیح و سالم پھر تمہارے پاس پہنچا دینگے۔ اور جب جوان ہونگے تو منصب رسالت بھی عنایت فرمائینگے۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو کچھ اندیشہ ہُوا تو ایماے الٰہی کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو دریاے نیل میں بہا دیا اور ان کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جاؤ اور دیکھتی رہو کہ صندوق کہاں جا کر ٹھیرتا ہے۔ وہ پیچھے پیچھے چلی گئیں اور ایسے طور پر ان کو دیکھتی رہیں کہ کسی کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ اب خدا کی شان دیکھو کہ دریاے نیل کی ایک نہر فرعون کے محل سرا میں جاتی تھی۔ صندوق بہتا بہتا محل میں جا اٹکا اور فرعون کے نوکر چاکروں نے اُس کو نہر میں سے نکال لیا۔ کھول کر دیکھا تو ایک مقبول صورت بچہ۔ فرعون کی عورت اُن کو دیکھ کر پیار کرنے لگی اور فرعون سے کہنے لگی کہ یہ لڑکا میری اور تمہاری دونوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور سرمایۂ راحت ہے

اس کو قتل نہ کرائیے۔ کیونکہ یہ ہمارے کام آئیگا۔ اور ہم اسے بیٹا بنائینگے +

فرعون نے یہ بات مان لی اور موسےٰ علیہ السلام کو زندہ ہی رہنے دیا۔ مگر ان کو کیا خبر کہ یہی لڑکا جسے بیٹا بنانا چاہتے ہیں اور جس سے فوائد کی امید رکھتے ہیں۔ آخرکار اُن کی بربادی کا موجب ہوگا ادھر موسےٰ علیہ السلام کی والدہ لخت جگر کی جُدائی میں بے قرار ہو رہی تھیں۔ اور اگر خدا ان کو استقلال و شکیبائی نہ بخشتا اور اس بات کی توفیق نہ دیتا کہ وہ خدا کے وعدے پر یقین کئے بیٹھی رہیں تو عجب نہ تھا کہ اضطراب میں موسےٰ کا حال ظاہر کر دیتیں۔ یہاں موسےٰ علیہ السلام کی یہ حالت تھی کہ کسی کا دودھ مطلق نہیں پیتے تھے۔ فرعون کے گھر والوں کو اُن کے دودھ کی فکر ہوئی۔ تو موسےٰ علیہ السلام کی بہن نے جو شروع سے سب حال دیکھ رہی تھیں، کہا کہ مَیں تم کو ایسے لوگوں کا پتا بتاتی ہوں۔ کہ اس بچّے کو نہایت خیر خواہی سے پالینگے۔ چنانچہ موسےٰ علیہ السلام پرورش کے لئے اپنی والدہ کے پاس بھیج دئے گئے۔ اور اس تدبیر سے خدا نے موسےٰ علیہ السلام کو پھر ان کی والدہ کے پاس پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور فراق کا رنج وغم دور ہو کر اُن کا دل مسرور ہو۔ اور اُنھیں یہ بھی معلوم ہو کہ خدا کا وعدہ سچّا تھا +

جب موسےٰ علیہ السلام خوب جوان ہوئے۔ تو خدا نے اُن کو فہم سلیم اور روشن ضمیری عطا فرمائی۔ ایک دن کیا اتفاق ہؤا کہ موسےٰ علیہ السلام جو شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے ہیں ایک تو ان کی قوم یعنی بنی اسرائیل میں کا ہے۔ اور دوسرا اُن کے دشمنوں یعنی فرعونیوں میں کا۔ اسرائیلی

نے موسےٰ علیہ السلام سے دشمن کے مقابلے میں مدد طلب کی تو موسےٰ علیہ السلام نے فرعونی کو مُکا مارا اور گو اُن کی نیّت اُس کو جان سے مار ڈالنے کی نہ تھی لیکن مُکا اس طرح لگا کہ اس کی جان نکل گئی۔ اس کے مرجانے سے موسےٰ علیہ السلام کو تأسّف ہوا اور کہنے لگے کہ افسوس یہ تو ایک شیطانی حرکت سرزد ہوئی اور خدا سے دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار، یہ تو میں نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا۔ تو میرا گناہ معاف فرما۔ خدا نے التجا قبول فرمائی اور گناہ بخش دیا ٭

پھر آپ نے عرض کی کہ اے خدا جیسی تو نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے میں بھی آیندہ کبھی شریر آدمیوں کی مدد نہیں کرونگا۔ غرض رات خیریت سے گزری۔ اگلے دن صبح کو ڈرتے ڈرتے شہر میں گئے کہ دیکھیئے کیا معاملہ پیش آتا ہے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی اسرائیلی جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی اور موجب ہلاکت فرعونی ہُوا تھا۔ آج پھر کسی سے لڑ رہا ہے۔ اور اُن کو دیکھ کر پھر ان سے مدد کا خواستگار ہوا۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا تو بڑا کمبخت آدمی ہے ہر روز لوگوں سے لڑتا رہتا ہے۔ آج موسےٰ علیہ السلام کل کی طرح اس کی مدد تو کیونکر کرسکتے تھے۔ لیکن انھوں نے اس شخص قبطی کو جو ان کا اور اس طالب مدد کا دشمن تھا پکڑنا چاہا۔ تو اُن کے ہم قوم اسرائیلی نے سمجھا کہ یہ مجھ کو پکڑنا چاہتے ہیں تو وہ لگا چلانے کہ موسےٰ! جس طرح تو نے کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا اسی طرح آج مجھ کو بھی مار ڈالنا چاہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو بڑا ظالم ہے۔ اور بھلا مانس بن کر نہیں رہنا چاہتا۔ موسےٰ علیہ السلام خاموش کہ کہیں تو کیا کہیں کچھ دیر کے بعد موسےٰ علیہ السلام کے پاس شہر کے پرلے سرے سے ایک شخص

دوڑتا ہُوا آیا اور کہنے لگا۔ کہ موسےٰ! شہر میں تمہارے قتل کی صلاحیں ہو رہی
ہیں۔ اور بڑے بڑے آدمی یہ مشورے کر رہے ہیں بہتر ہے کہ تم یہاں سے
بھاگ جاؤ موسے علیہ السلام یہ خبر سُن کر بے سر و سامان اکیلے بے یار و بے رفیق
شہر سے نکل بھاگے اور مدین کا رُخ کیا۔ لیکن راہ سے آشنا نہ تھے۔ دل میں کہتے
تھے کہ مجھ کو خدا سے امید ہے کہ وہ مجھے سیدھا رستہ دکھائیگا۔ چلتے چلتے
شہر مدین کے کوئیں پر جو شہر کے باہر تھا جا پہنچے۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ کوئیں
پر لوگوں کا انبوہ ہو رہا ہے۔ اور وہ اپنے جانوروں کو پانی بھر بھر کر پلا رہے ہیں
اور ان لوگوں سے ایک طرف کو دو نوجوان عورتیں دیکھیں کہ اپنی بکریوں کو روکے
کھڑی ہیں۔ موسےٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم یہاں کیوں کھڑی ہو انھوں
نے کہا کہ ہم اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لئے کھڑی ہیں۔ جب تک یہ لوگ
اپنے جانوروں کو پانی پلا کر ہٹا نہ لے جائیں ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں
اور ہمارے والد ضعیف العمر ہیں وہ ایسے کام کر نہیں سکتے۔ موسےٰ علیہ السلام
نے کہا لاؤ تمھاری بکریوں کو میں پانی پلا دیتا ہوں۔ چنانچہ پانی پلا کر ایک جگہ
سائے میں جا بیٹھے۔ چونکہ بھوک بہت لگ رہی تھی۔ اس لئے خدا سے دعا
کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار میں اس وقت سخت حاجتمند ہوں
تو اپنے خوان کرم سے کوئی نعمت بھیج۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ اُن دو
عورتوں میں سے ایک عورت اُن کی طرف نہایت شرم و حیا اور شریفانہ انداز کے
ساتھ چلی آ رہی ہے۔ اور موسےٰ علیہ السلام سے آ کر کہنے لگی کہ میرے والد
تم کو بُلاتے ہیں تاکہ تمھیں اپنے جانوروں کے پانی پلانے کی اُجرت دیں۔ موسےٰ

اُن بزرگ کے پاس جو حضرت شعیب تھے چلے گئے اور اُن سے اپنا ماجرا بیان کیا
اُنھوں نے کہا کہ اب کچھ اندیشہ نہ کرو۔ تم ظالموں کے ہاتھ سے بچ آئے ہو۔ پھر
ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے اپنے والد سے کہا کہ ابّا جان ان کو نوکر رکھ
لیجئے۔ یہ بڑے طاقتور اور امانت دار اور شریف آدمی ہیں۔ اور نوکر انھیں اوصاف
کا ہونا چاہیئے شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرا ارادہ ہے
کہ اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی سے تمھارا عقد کر دوں۔ اور مہر یہ ہوگا کہ تم آٹھ برس
میری خدمت کرو۔ اور اگر آٹھ برس کی جگہ دس برس پورے کر دو تو تمھارا احسان ہے
اس سے زیادہ میں تم کو تکلیف نہیں دونگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو منظور کیا
اور کہا کہ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان پختہ ہو چکی لیکن مجھ کو اختیار ہوگا کہ
آٹھ برس خدمت کروں۔ یا دس برس۔ اور یہ جو میرے اور آپ کے درمیان قول و
قرار ہوا ہے اس کا خدا گواہ ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام مدّت خدمت پوری کر چکے
اور اپنی ماں اور بہن سے ملنے کا شوق دل میں جوش زن ہوا تو بی بی کو ساتھ
لے کر مدین سے روانہ ہوئے۔ جاڑے کے دن تھے اور اندھیری رات۔ رستہ
بھول گئے۔ ناگہاں کوہ طور کی جانب سے آگ سی نظر پڑی۔ تو انھوں نے اپنے
گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھیرو۔ مجھ کو آگ سی دکھائی دی ہے۔ مَیں وہاں
جاتا ہوں۔ شاید رستے کا کچھ پتا ملے۔ اور ہو سکے تو کچھ آگ بھی لاؤں تاکہ تم تاپو
جب موسیٰ علیہ السلام آگ پاس پہنچے تو اُس مبارک جگہ میں میدان کے داہنے
کنارے ایک درخت میں سے آواز آئی کہ موسیٰ! ہم خدائے رب العالمین ہیں
اور تم اپنی جوتیاں نکال ڈالو۔ کیونکہ اس وقت تم طُوے کے میدان مقدس میں ہو۔

اور ہم نے تم کو پیغمبری کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ اور جو کچھ ہم تمھیں ارشاد کرتے ہیں اُس کو کان لگا کر سنو۔ کہ ہمیں اللہ ہیں۔ ہمارے سوا کوئی معبود نہیں پس ہماری ہی عبادت کیا کرو۔ اور ہماری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔ یہ فرما کر موسٰے سے پوچھا کہ موسٰے تمھارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے انھوں نے عرض کی یہ میری لاٹھی ہے جس پر میں سہارا لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور اور بھی کئی کام لیتا ہوں۔ خدا نے فرمایا کہ اس کو زمین پر ڈال دو۔ موسٰے علیہ السلام نے لاٹھی ڈال دی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سانپ بن کر دوڑ رہا ہے۔ خدا نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لو اور ڈرو مت۔ ہم ایک لمحے میں اس کی پھر وہی پہلی حالت کر دینگے۔ یہ ہماری طرف سے پہلی نشانی ہے۔ اور اپنے ہاتھ کو سکیڑ کر اپنی بغل میں رکھ لو اور پھر نکالو۔ تو وہ بغیر کسی مرض کے سفید براق نکلیگا۔ اور یہ دوسری نشانی ہے۔ یہ دو نشانیاں ہم تم کو اس لئے عطا فرماتے ہیں کہ تمھیں اپنی قدرت کے بڑے بڑے کرشمے دکھائیں۔ پھر خدا نے موسٰے علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس جاؤ کہ یہ لوگ بڑے ظالم اور نافرمان ہیں اور فرعون تو حد درجے کا مغرور ہو رہا ہے۔ موسٰے علیہ السلام نے عرض کی کہ پروردگار! مجھے ڈر ہے کہ یہ لوگ کہیں میری تکذیب نہ کریں۔ اور میری زبان میں لکنت کے سبب طلاقت بھی نہیں تو میرے بھائی ہارون کو کہ افصح اللسان ہیں حکم فرما کہ میرے ساتھ چل کر میری تصدیق کریں۔ اور ہاں تجھ کو معلوم ہے کہ میرے ہاتھ سے فرعونیوں میں سے ایک قبطی کا خون ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ بھی ڈر

ہے کہ مجھ کو اس کے عوض پکڑ کر کہیں مار نہ ڈالیں۔ خدا نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا تم دونوں بھائی ہماری نشانیاں لے کر جاؤ اور کسی طرح کا خوف نہ کرو۔ ہم تمھارے ساتھ ہیں اور سب کچھ سننے اور دیکھنے والے ہیں۔ غرض تم دونوں فرعون پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تمام جہان کے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں اور یہ حکم لے کر آئے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ رخصت کر دیجئے۔

جب موسےٰ اور ہارون فرعون پاس گئے اور موسےٰ نے یہ پیغام جا سنایا تو فرعون نے کہا کہ موسےٰ! کیا ہم نے تجھ کو کہ ابھی شیرخوار بچہ تھا اپنے ہاں رکھ کر پرورش اور پرورش کر کے بڑا نہیں کیا اور تیری اتنی عمر ہوئی ہے۔ اس عمر میں تو برسوں ہمارے ہاں نہیں رہا؟ اور تجھ کو یاد ہوگا کہ تو نے ایک حرکت اور بھی کی تھی کہ ایک قبطی کو ناحق مار ڈالا تھا۔ ناشکر ظالم! اب ہمیں سے آکر باتیں بنانے لگا ہے۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ قتل کی حرکت مجھ سے بھول کر ضرور سرزد ہوئی۔ لیکن جب آپ سے ڈر لگا تو میں آپ کے ہاں سے بھاگ گیا اور جو احسان آپ مجھے جتاتے ہیں تو وہ یہی احسان ہے کہ بنی اسرائیل کو آپ نے غلام بنا رکھا ہے +

اب فرعون نے بات کا دوسرا پہلو اختیار کیا اور موسےٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ جو تم کہتے ہو کہ ہم تمام جہان کے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں تو تمام جہان کا پروردگار کون؟ موسےٰ علیہ السلام نے کہا وہ جو آسمان اور زمین اور جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب کا مالک۔ فرعون نے اپنے مصاحبوں سے جو اس کے اِردگِرد بیٹھے تھے کہا کہ تم موسےٰ کی باتیں سنتے ہو؟ اور موسےٰ

ہیں کہ اپنی کہے جاتے ہیں کہ وہ جو آپ لوگوں کا اور آپ کے باپ دادوں کا پروردگار ہے فرعون نے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ یہ تمھارا رسول جو تمھارے پاس آیا ہے دیوانہ ہے۔ موسےٰ نے کہا کہ وہ جو مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک ہے۔ آخر کار فرعون نے موسےٰ کو دھمکی دی کہ اگر تم میرے سوا کسی اور کو خدا مانوگے تو میں تم کو قید کر دونگا۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا اگر میں آپ کو خدا کی طرف سے نشانیاں دکھاؤں تو بھی؟ فرعون نے کہا کہ اگر سچے ہو تو لاؤ دکھاؤ۔ موسےٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک صریح اژدہا ہے۔ اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو سب دیکھنے والوں کی نظروں میں سفید براق۔ فرعون نے یہ نشانیاں دیکھ کر اپنے درباریوں سے کہا۔ کچھ شک نہیں کہ یہ بڑا جادوگر ہے۔ اور موسےٰ سے کہا۔ موسےٰ! کیا تو ہمارے پاس اس لئے پیغمبر بن کر آیا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے ہم کو ہمارے ملک سے نکال دے ہم بھی ایسے ہی جادو سے تیرا مقابلہ کرینگے۔ اچھا تو ایک دن مقرر کر جس میں ہمارا تیرا مقابلہ کھلے میدان اور مجمع عام میں ہو۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ میلے کے دن سب لوگ دن چڑھے میدان میں جمع ہو جائیں۔ یہ بات قرار پا چکی تو فرعون جادو کے لوازم جمع کرنے لگا۔ اُس نے جادوگروں کے طلب کرنے کو شہروں میں آدمی دوڑا دئے کہ تمام بڑے بڑے ماہر جادوگروں کو لا حاضر کریں۔ چنانچہ جادوگر ملک کے اطراف و جوانب سے آ موجود ہوئے۔ اور فرعون سے وعدہ لیا کہ اگر وہ غالب رہے تو اتنا انعام پائینگے کہ مالا مال ہو جائینگے اور انعام کے علاوہ بارگاہ شاہی کے مقربین میں داخل کر لئے جائینگے۔ غرض

فرعون روز معین پر موسٰے علیہ السلام کے مقابلے کے لئے طیار ہو کر میدان میں آموجود ہُوا۔ موسٰے علیہ السلام نے فرعونیوں سے کہا کمبختو! کیوں تمھاری شامت آئی ہے۔ جو نشانیاں میں لایا ہوں ان کو جادو مت کہو۔ اور خدا پر جادو کی تہمت نہ لگاؤ۔ ورنہ وہ تم پر کوئی عذاب نازل کر کے تمھیں نیست و نابود کر دیگا۔ یہ سُن کر لوگ اس امر کی بابت آپس میں بحث اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے۔ آخر کار سب نے بالاتفاق یہی کہا کہ غالباً یہ دونوں بھائی جادوگر ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ جادو کے زور سے تم کو تمھارے ملک سے نکال دیں۔ اور تمھارے عمدہ مذہب کو معدوم کر دیں۔ تو تم بھی تدبیر کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو اور بڑے شد و مد سے اُن کا مقابلہ کرو اور جو آج غالب رہا میدان اُس کے ہاتھ ہے۔ جب دونوں فریق میدان میں آئے تو جادوگروں نے کہا۔ کہ موسٰے تم اپنی لاٹھی پہلے میدان میں ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں۔ موسٰے علیہ السلام نے کہا تمھیں پہلے ڈالو۔ چنانچہ اُنھوں نے اپنے کرتب کیئے اور رسّیاں اور لاٹھیاں میدان میں ڈال دیں تو موسٰے کو اُن کے جادو کی وجہ سے ایسا معلوم ہُوا کہ وہ سانپ بن بن کر اِدھر اُدھر دوڑ رہے ہیں۔ اور اس سے موسٰے علیہ السلام کو کچھ خوف سا معلوم ہُوا۔ خدا نے موسٰے علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ ڈرو مت۔ تمھیں غالب رہو گے۔ اور تم بھی اپنی لاٹھی میدان میں ڈال دو کہ وہ ان سب شعبدوں کو جو جادوگر بنا کر لائے تھے ایک دم سے نگل جائیگی۔ موسٰے علیہ السلام نے اپنی لاٹھی میدان میں ڈال دی تو وہ ان سانپوں کو لگی ایک ایک کر کے نگلنے۔ یہ دیکھ کر جادوگروں کے دلوں پر ایسا اثر پڑا کہ سب سجدے

میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم جہان کے پروردگار پر کہ وہی موسےٰ اور ہارون کا پروردگار ہے ایمان لائے۔ فرعون نے اُن کا ایمان لانا دیکھ کر کہا۔ کیا ہماری اجازت کے بغیر تم موسےٰ پر ایمان لے آئے؟ تو تم کو اس ایمان کا مزہ چکھاتا ہوں کہ تمھارے ہاتھ پاؤں اُلٹے سیدھے کٹوا کر تمھیں کھجوروں کے تنوں پر سولی چڑھوا دیتا ہوں۔ جادوگروں نے کہا کچھ حرج کی بات نہیں ہے۔ جس خدا نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ اور جو اس نے ہم کو نشانیاں دکھائی ہیں اس پر تو ہم تم کو کسی طرح ترجیح نہیں دینگے۔ ہم اس پر ایمان لا چکے ہیں۔ اور تا دم زیست اس پر قائم رہینگے۔ جو تیرے جی میں آئے کر گزر۔ **شعر**

جب تک کہ سر ہے ساتھ ہے یہ سر کے ہو سو ہو
ہم اب تو سر پہ بار اطاعت اُٹھا چکے

ان سرکشیوں کے سبب خدا نے چاہا کہ فرعون کو غرقاب کر دے تو موسےٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے نکال لیجاؤ اور فرعون کے تعاقب کا کچھ خیال نہ کرنا۔ اور نہ یہ خوف کرنا کہ دریا میں ڈوب جاؤ گے۔ بس دریا میں لاٹھی مار دینی فوراً خشک رستہ بن جائیگا اور تم بہ سلامت پار ہو جاؤ گے۔ اس حکم کے مطابق موسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے نکلے۔ فرعون کو خبر لگی تو لشکر لے کر دن نکلتے نکلتے اُن کے تعاقب میں روانہ ہؤا جب دونوں فریق ایسے قریب ہو گئے کہ ایک کی نگاہ دوسرے پر پڑنے لگی تو بنی اسرائیل نے موسےٰ سے کہا کہ دشمن نے تو ہم کو آلیا۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا ہرگز نہیں۔ کیونکہ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے۔ وہ میری مخلصی کا سامان کر دیگا اور دشمنوں سے بچا لیگا۔ یہ کہہ کر موسےٰ

علیہ السلام نے اپنی لاٹھی دریا پر ماری دریا پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا۔ جس کا ہر ایک ٹکڑا گویا ایک بڑا اونچا پہاڑ تھا۔ بنی اسرائیل تو دریا سے پار ہوگئے۔ فرعونی بھی اسی طرح گزرنے لگے۔ جب بیچوں بیچ دریا میں پہنچے تو دریا کا پانی دونوں طرف سے مل گیا۔ اور فرعون اور اس کا لشکر غوطے کھانے لگے۔ جب فرعون غرق ہونے لگا تو بول اُٹھا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان رکھتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں بھی اُس کا فرماں بردار ہوں خدا نے فرمایا۔ اب ایمان؟ پہلے ساری عمر نافرمانی اور سرکشی کرتا رہا؟ غرض فرعون اور اُس کا لشکر سب ڈوب کر رہ گئے +

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات اور جنّات کا بیت المقدّس کو تعمیر کرنے کا قصّہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کے جس طرح انسان تابع فرمان تھے اسی طرح جنّات بھی مطیع و منقاد تھے۔ اور اُن کے حکم سے بڑی بڑی رفیع الشان عمارتیں اور مجسّمے اور بڑے بڑے لگن اور بھاری بھاری دیگیں بناتے۔ بیت المقدّس کی تعمیر میں جس کو سلیمان علیہ السلام بنواتے تھے ان لوگوں کو بڑی سخت محنت کرنی پڑتی تھی۔ ابھی تعمیر تمام نہیں ہوئی تھی کہ سلیمان علیہ السلام کا کاسۂ عمر لبریز ہوگیا۔ سلیمان علیہ السلام جانتے تھے کہ اگر جنّات کو ان کی موت کا حال

معلوم ہو گیا تو وہ ایک دم بھی نہیں ٹھیرینگے اور فوراً بھاگ جائینگے اور اس صورت میں بیت المقدس کی تعمیر ناتمام رہ جائیگی۔ تو آپ نے کیا تدبیر کی کہ قبل از مرگ لاٹھی کے سہارے کھڑے ہو گئے۔ اور وہیں کھڑے کھڑے طائر روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا۔ وہ لوگ یہ سمجھتے رہے کہ سلیمان علیہ السلام زندہ کھڑے ہیں اور اسی خیال سے مدتوں عمارت کے کام میں لگے رہے۔ آخر کار لاٹھی کو گھن لگ گیا اور وہ کھوکھلی ہو کر ٹوٹ گئی۔ لاٹھی کا ٹوٹنا تھا کہ سلیمان علیہ السلام کی لاش زمین پر گر پڑی۔ تب جنات کو سلیمان علیہ السلام کا مرنا معلوم ہُوا۔ اُس وقت وہ کہنے لگے کہ افسوس اتنی مدّت یونہی زحمت اٹھاتے رہے اگر ہم کو غیب کی خبر ہوتی تو اس مصیبت میں کیوں پھنسے رہتے +

حضرت لُوط کا قِصّہ

لُوط علیہ السلام کی قوم میں ایک سخت عیب یہ بھی تھا کہ نفسانی خواہش پورا کرنے کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر لونڈوں پر مائل ہوتے تھے۔ لوط علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ تم لوگ خدا سے کیوں نہیں ڈرتے۔ دیکھو میں تمھارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ اور جو بات کہتا ہوں تمھاری بھلائی کی کہتا ہوں۔ تم کو چاہئے کہ خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور تم کو یہ کیا خدا کی مار ہے کہ خدا نے جو تمھارے لئے عورتیں پیدا کی ہیں ان سے اجتناب کرتے اور لڑکوں پر گرے پڑتے ہو۔ حقیقت میں تم بڑے بے حیا اور بے سمجھ لوگ ہو اور اس

بے حیائی کی ابتدا کرنے والے بھی تمھیں ہو۔ تم سے پیشتر دُنیا میں کبھی کسی نے یہ حرکت نہیں کی۔ وہ اس کے جواب میں کہتے تو یہ کہتے کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ اور آپس میں یہ کہتے کہ ان میاں کو گاؤں سے نکال باہر کرو۔ یہ بڑے پاک بنے پھرتے ہیں +

خدا نے چاہا کہ ان کو ان کے اعمال کی سزا دے۔ تو ایک دن حضرت ابراہیم کے پاس فرشتے لڑکوں کی شکل بن کر آئے۔ دستور کے مطابق السلام علیکم وعلیکم السلام ہو کر حضرت ابراہیم نے ان کو اپنے ہاں ٹھیرایا۔ اور موٹا تازہ بچھڑا ذبح کرا کر اور اس کا گوشت بھنوا کر کھانے کے لئے موجود کیا اور فرشتے ہیں کہ کھانے کے لئے ہاتھ نہیں ہلاتے۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت ابراہیم کے دل میں ایک طرح کا شبہہ اور کچھ خوف پیدا ہُوا۔ فرشتوں نے کہا کسی طرح کا خوف نہ کیجے۔ ہم فرشتے ہیں اور خدا نے ہم کو قوم لوط کے عذاب کے لئے بھیجا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی پاس کھڑی تھیں۔ وہ یہ سُن کر ہنس پڑیں۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم تم کو اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بشارت بھی دینے آئے ہیں۔ تو وہ منہ پیٹ کر کہنے لگیں کہ اے ہے میرے اولاد؟ میں ایک تو بڑھی دوسرے بانجھ اس کے علاوہ میرے میاں بھی بُڈھے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجّب کرتی ہو۔ اے پیغمبر کے اہل بیت خدا کی رحمت اور اُس کی برکتیں تمھارے شامل حال ہیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام کے دل سے خوف دور ہُوا اور اُن کو اولاد کی خوشخبری بھی مل گئی۔ تو قوم لوط کے

بارے میں بحث کرنے لگے کیونکہ آپ بڑے نرم دل تھے۔ فرشتوں نے کہا کہ ابراہیم اس بحث کو جانے دیجے۔ خدا کا حکم صادر ہو چکا ہے۔ اور عذاب آنے والا ہے وہ کسی طرح نہیں ٹل سکیگا۔ اس کے بعد یہ فرشتے اُسی شکل میں حضرت لوط کے پاس گئے وہ ان کو دیکھ کر بہت گھبرائے کہ آج خدا ہی عزت رکھے۔ کیونکہ بدکردار لوگ ان لڑکوں کا حال سُن کر ان پر ٹوٹ پڑینگے۔ اور بڑی خرابی کرینگے اور اس میں میری بڑی فضیحت و بدنامی ہے چنانچہ فرشتوں کا آنا سُن کر لوطی خوشیاں مناتے لوط علیہ السلام کے پاس آپہنچے حضرت لوط نے ان سے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ تم خدا سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔ اور اگر چاہو تو میری بیٹیوں سے نکاح کرلو۔ جو جائز اور پاک ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ تمھاری بیٹیوں سے ہمیں کچھ سروکار نہیں ہمارا مطلب تو کچھ اَور ہی ہے اور تم اس سے بخوبی واقف ہو۔ فرشتوں نے کہا کہ لوط! ہم خدا کے فرشتے ہیں۔ اور ان لوگوں پر عذاب لے کر آئے ہیں تم خاطر جمع رکھو کہ یہ لوگ تمھاری بے عزتی ہرگز نہیں کر سکینگے۔ تو یوں کرو کہ کچھ رات رہے سے اپنے اہل و عیال کو لے کر اس بستی سے نکل چلو اور تم خود سب کے پیچھے رہنا۔ مگر اس بات کا خیال رکھنا کہ تمھاری بیوی کے سوا کوئی شخص پیچھے مُڑ کر نہ دیکھے کہ جو عذاب ان لوگوں پر نازل ہونے والا ہے وہ اُس پر بھی نازل ہوگا۔ اور عذاب صبح کو نازل ہُوا چاہتا ہے اور صبح کچھ دُور نہیں۔ اُس وقت ان کی جڑ کاٹ کر پھینک دی جائیگی۔ جب وقت موعود آیا تو خدا نے بستی کو زیر و زبر کر ڈالا اور لوگوں پر کھنگر کی پتھریاں برسا کر اُن کا تہس نہس

کردیا +

حضرت موسےٰ علیہ السّلام اور فرعونیوں کا قصّہ

فرعونی حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مقابلے میں باوجودے کہ سخت عاجز ہوگئے تھے اور معجزے بھی دیکھ چکے تھے۔ مگر ایمان نہیں لاتے تھے قحط سالیوں میں یہ مبتلا ہوئے کھیتیاں اِن کی برباد ہوئیں مگر نصیحت پذیر نہ ہوئے۔ جب ان کو کسی طرح کی راحت اور فائدہ حاصل ہوتا تو کہتے کہ ہم اس کے مستحق تھے۔ اور جب کوئی تکلیف اور نقصان ہوتا تو کہتے کہ یہ موسےٰ اور اُن کے ساتھیوں کی نحوست ہے اور ہٹ دھرم ایسے تھے کہ موسےٰ سے کہتے کہ تم ہمارے پاس کیسی ہی نشانیاں لاکر ہم کو مسحور کرنا چاہو ہم کبھی ماننے والے نہیں۔ خدا نے ان کو طوفان اور ٹڈیوں اور جوئوں اور مینڈکوں اور خون کے طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار کیا مگر انھوں نے سرکشی اور نافرمانی نہ چھوڑی پر نہ چھوڑی +

ان کا یہ عجیب حال تھا کہ جب اُن پر کوئی عذاب نازل ہوتا تو موسےٰ علیہ السلام سے التجا کرتے کہ خدا سے دعا کرو کیونکہ خدا نے تم سے قبولِ دُعا کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اور یہ بھی کہتے اگر تم یہ عذاب ہم سے ٹال دوگے۔ تو ہم تم پر ضرور ایمان لے آئینگے اور بنی اسرائیل کو بھی تمھارے ساتھ بھیج دینگے لیکن جب عذاب ٹل جاتا تو فوراً عہدشکنی کردیتے اور ایمان نہ لاتے۔ آخر خدا

نے ان کو غرقاب کر کے چھوڑا ✣

حضرت ایوب علیہ السّلام کا قصّہ

حضرت ایوب علیہ السلام خدا کی مہربانی سے ہر طرح سے آسودہ حال تھے۔ اور مال اور اولاد اور صحت غرض سب نعمتیں ان کو میسر تھیں۔ خدا نے ان کے صبر و شکر کی آزمائش کرنی چاہی تو طرح طرح کی مصیبتیں نازل کیں۔ مال و دولت سب برباد ہوگیا۔ اولاد بھی مر کر ساتھ چھوڑ گئی۔ خود اپنا یہ حال ہوگیا۔ کہ بدن مرض سے پھوٹ نکلا۔ مگر وہ ہر حال میں بدستور خدا کا شکر کرتے رہے اور ان کے پائے صبر و استقلال میں مطلق لغزش نہ آئی۔ آخر انھوں نے خدا سے دعا کی کہ پروردگار مجھ کو مرض سے بڑی ایذا اور تکلیف پہنچ رہی ہے تو میرے رنج کو دور کر تو خدا نے دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اپنے پاؤں سے زمین کو ٹھکرا دو۔ زمین کا ٹھکرانا تھا کہ اس میں سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ خدا نے فرمایا۔ یہ نہانے اور پینے کے لئے ٹھنڈا پانی ہے۔ ایوب علیہ السلام نے اس میں غسل کیا اور اس کا پانی بھی پیا تو مرض دور ہوکر بدن کندن سا نکل آیا۔ اور صبر و شکر کے صلے میں خدا نے مال و دولت اور بال بچے پہلے سے بھی زیادہ عطا فرمائے ✣

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بُت شکنی کا قصّہ

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد آزر کو بت پرستی کے گناہ عظیم میں مُبتلا دیکھا تو اُن سے کہا کہ آپ ایسی چیزوں کی کیوں پرستش کرتے ہیں جو نہ سُن سکتی ہیں اور نہ دیکھ سکتی ہیں نہ کسی کام آسکتی ہیں۔ یہ تو شیطان کی پرستش ہے اور شیطان خدائے رحمٰن سے سرکش ہے۔ یہ بھی کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ خدا کی طرف سے کہیں آپ پر عذاب نہ نازل ہو۔ بہتر یہی ہے کہ آپ میرا اتباع کریں کیونکہ مجھے خدا کی طرف سے ہدایت حاصل ہوئی ہے۔ اور میں آپ کو سیدھا رستہ دکھا دونگا۔ آزر نے کہا کہ ابراہیم ان باتوں سے باز آجاؤ نہیں تو میں تم کو سنگسار کردونگا ۞

یہی نصیحت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو کی اور کہا کہ یہ بُت جن کی تم پرستش کرتے ہو چیز کیا ہیں۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم بھی گمراہ ہو اور تمھارے بڑے بھی گمراہ تھے جنھوں نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ یہ بُت کہیں خدا ہو سکتے ہیں۔ خدا تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ ان لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت قبول نہ کی۔ تو اُنھوں نے ارادہ کیا کہ ان کے بتوں ہی کا علاج کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک دن موقع پاکر آپ بُت خانے میں تشریف لے گئے۔ تو سب بتوں کو توڑ تاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ صرف

ایک بُت کو جو سب سے بڑا تھا ثابت رہنے دیا۔ جب اُن لوگوں نے بتوں کی یہ حالت دیکھی تو ششدر رہ گئے۔ اور آپس میں کہنے لگے کہ بھلا یہ حرکت کس نے کی ہوگی۔ ہائے کسی نے بڑا ظلم کیا۔ بعض شخصوں نے کہا کہ ایک نوجوان جسے ابراہیم کہتے ہیں ان کا چرچا کرتا تھا۔ عجب نہیں کہ اُسی نے ان کو توڑا ہو۔ تو اُنھوں نے حضرت ابراہیمؑ کو بلا کر پوچھا کہ ابراہیم! تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کیا ہوگا تو اس بُت نے کیا ہوگا جو سب سے بڑا ہے اور جو ثابت کھڑا ہے۔ اگر یہ ٹوٹے ہوئے بُت بول سکتے ہوں تو ان سے پوچھ لو یہ جواب سُن کر وہ نادم سے ہو گئے اور کہنے لگے کہ تم جانتے ہو کہ یہ بول نہیں سکتے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ پھر تم ایسی چیزوں کی کیوں پرستش کرتے ہو جو نہ تم کو کچھ نفع دے سکیں نہ نقصان پہنچا سکیں۔ تُف ہے تم پر اور تمھارے جھوٹے معبودوں پر۔ ابراہیم علیہ السلام کی ان باتوں سے بُت پرست کھسیانے ہو گئے تو اُنھوں نے یہ صلاح کی کہ ان کو آگ میں جلا کر ہلاک کر دینا چاہئے۔ چنانچہ لکڑیوں کا بڑا انبار جمع کیا۔ اور اس کو آگ لگا کر حضرت ابراہیم کو اُس میں دھکیل دیا۔ خدا نے آگ کو حکم دیا۔ کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ آگ فوراً سرد ہو کر گلزار بن گئی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میں سے بسلامت نکل آئے +



طالوت اور جالوت کا قصّہ

"حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد سرداران بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ ہم پر ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم خدا کی راہ میں جہاد کریں پیغمبر نے کہا کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جائے تو عجب نہیں کہ تم لڑنے سے انکار کردو۔ وہ بولے کہ ہم خدا کی راہ میں لڑنے سے کیوں انکار کرنے لگے جبکہ ہم وطن سے خارج اور بال بچوں سے جدا کر دئے گئے۔ لیکن جب اُن کو جہاد کا حکم دیا گیا تو چند اشخاص کے سوا سب بغلیں جھانکنے لگے پیغمبر نے کہا کہ خدا نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ طالوت ہم پر کیسے بادشاہ ہوسکتا ہے اُس کے پاس تو بہت سی دولت نہیں بادشاہی کے لائق ہم ہیں۔ کہ اہل دولت و ثروت ہیں پیغمبر نے کہا کہ خدا نے اسی کو بادشاہی کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ اور اُس کو علم بھی بہت سا بخشا ہے اور قدو قامت بھی بڑا دیا ہے۔ اور خدا کو اختیار ہے جسے چاہے بادشاہ بنائے پیغمبر نے یہ بھی کہا کہ اُس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئیگا جس کو فرشتے اُٹھائے ہوئے ہونگے۔ اس صندوق میں خدا کی طرف سے تسلی بخشنے والی کتاب یعنی توراۃ ہوگی اور کچھ اور چیزیں بھی ہونگی جو موسےٰ اور ہارون چھوڑ گئے تھے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے ایک خاصی نشانی ہے۔ آخر اُن لوگوں نے طالوت کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اور جنگ کی طیاری شروع کی گئی۔ تو جب طالوت

فوجیں لے کر جن میں داؤد علیہ السلام بھی تھے روانہ ہُوا تو اس نے اپنے لشکر سے
کہا کہ خدا ایک نہر سے تمھاری آزمائش کرنے والا ہے۔ جو شخص اُس میں سے
پانی نہیں پیئے گا وہ سمجھا جائیگا کہ ہم میں سے ہے اور جو پی لیگا اُس کی
نسبت تصور کیا جائیگا۔ کہ ہم میں سے نہیں۔ ہاں اگر کوئی چلو بھر پانی لے کر
پی لے تو مضائقہ نہیں۔ جب وہ لوگ نہر پر پہنچے تو چند شخصوں کے سوا
سب نے پانی پی لیا۔ اور جب طالوت اور مومن لوگ جو اس کے ساتھ تھے نہر
کے پار ہو گئے تو کہنے لگے کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکر سے
مقابلہ کرنے کا یارا نہیں تو جو لوگ یقین کرتے تھے کہ ایک دن خدا کے
روبرو حاضر بھی ہونا ہے وہ کہنے لگے کہ بسا اوقات ایسا ہُوا ہے کہ خدا کے
حکم سے تھوڑی سی جماعت نے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے ہمت
نہیں ہارنی چاہئے۔ بلکہ استقلال رکھنا چاہئے کہ خدا استقلال رکھنے والوں
کا مددگار ہے۔ غرض جب طالوت اور جالوت کے لشکر میدان جنگ میں
ایک دوسرے کے مقابل آئے تو طالوت کے لشکریوں نے دعا کی کہ اے
پروردگار ہم کو صبر اور حوصلہ عطا فرما اور ہمیں میدان میں ثابت قدم رکھ
اور کافروں کی فوج پر فتحیاب کر تو خدا نے ان کو مظفر و منصور کیا اور لشکر کفار کو
شکست و ہزیمت دی۔ اور داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے جالوت کا کام تمام ہو گیا۔

حضرت موسےٰ اور خضر علیہما السلام کا قصّہ

ایک دن موسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں کھڑے خطبہ پڑھ رہے

تھے۔کسی نے پوچھا کہ حضرت سب سے بڑا عالم کون ہے۔ اُنھوں نے کہا میں
ہوں۔خدا کو یہ کہنا ناپسند ہُوا۔اور چاہا کہ ان کو اس غلطی پر متنبہ کرے اِس لئے
ان کو حکم دیا کہ ہمارے فلاں بندے کے پاس جاؤ اور پتا بھی بتا دیا کہ اُن
سے اور تم سے اُس جگہ ملاقات ہوگی جہاں دو دریا ملتے ہیں اور وہاں تمھاری
مچھلی بھی دریا میں چلی جائیگی۔موسےٰ علیہ السلام اس حکم کے مطابق ان بزرگ
کی ملاقات کو روانہ ہوئے اور یوشع کو ساتھ لیا رستے میں اُن سے کہنے لگے کہ
مجھ کو دونوں دریاؤں کے ملنے کے مقام پر پہنچنا ضرور ہے۔اور جب تک
میں وہاں نہ پہنچ لونگا اپنے ارادے سے باز نہیں آؤنگا۔خواہ مدتوں سفر
کرنا پڑے۔ چلتے چلتے ان دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر جا پہنچے۔تو
تھوڑی دیر وہاں ٹھیر گئے جب اُٹھے تو مچھلی وہیں بھول گئے اور وہ دریا
میں چلی گئی۔یہ اُس روز سفر کرتے کرتے بہت تھک گئے تھے۔اس لئے ایک جگہ
بیٹھ گئے اور یوشع سے کہنے لگے کہ یوشع آج تو ہم بہت تھک گئے اور بھوک
بھی خوب لگ رہی ہے۔لاؤ کھانا تو کھائیں یوشع نے کہا جب ہم دریا کنارے
اُس پتھر کے پاس ٹھیرے تھے تو میں مچھلی وہیں بھول گیا۔اور وہ عجیب
طرح سے دریا میں چلی گئی۔مگر آپ سے یہ ذکر کرنا مجھے یاد نہ رہا۔موسےٰ
علیہ السلام نے کہا کہ اُسی مقام کی تو ہمیں جستجو تھی۔پھر دونوں وہاں سے
اُلٹے پاؤں پھرے اور جب دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر
پہنچے تو وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جن پر خدا کی
بہت مہربانی تھی اور جن کو اُس نے خاص طرح کا علم سکھایا تھا۔ یہ بزرگ

خضر علیہ السلام تھے۔ موسےٰ علیہ السلام نے خضر سے کہا کہ اگر آپ اُس علم لدنی
میں سے جو خدا نے آپ کو سکھایا ہے۔ مجھے بھی کچھ سکھائیں تو میں آپ کے
ساتھ رہوں۔ خضر نے کہا کہ مجھے سکھانے سے تو کچھ دریغ نہیں لیکن
بسا اوقات انسان کے ہاتھ سے ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں جن کی ظاہر
میں کچھ غرض اور مصلحت سمجھ میں نہیں آتی۔ مگر لوگ بے سمجھی سے اس
پر اعتراض کر دیا کرتے ہیں اور صبر و خاموشی سے کام نہیں لیا کرتے۔ اگر
مجھ سے بھی ایسی باتیں وقوع میں آئیں تو آپ سے ان پر صبر نہیں ہوسکیگا
اور جس چیز کی آپ کو خبر اور واقفیّت نہیں اُس پر آپ صبر کر بھی کیونکر
سکتے ہیں۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا انشاء اللہ میں آپ کے حکم کے خلاف
نہیں کرونگا۔ اور آپ مجھ کو صابر و ضابط پائینگے۔ خضر علیہ السلام نے
کہا اچھا اگر آپ میرے ساتھ رہنا ہی چاہتے ہیں تو جب تک میں آپ سے
خود کوئی بات بیان نہ کروں۔ آپ اس کے بارے میں کبھی مجھ سے دریافت
نہ کیجئے گا۔ موسےٰ نے کہا بہت خوب۔ پھر خضر اور موسےٰ دونوں آگے
روانہ ہوئے۔ رستے میں پڑتا تھا دریا۔ جب دریا گزرنے کے لئے کشتی میں
سوار ہوئے تو خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ توڑ کر اس کو پھاڑ دیا۔
موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے کشتی کو اس لئے پھاڑا ہے کہ کشتی کے
سواروں کو دریا میں ڈبو دیں۔ یہ تو آپ نے بڑی خطرناک بات کی۔ خضر
علیہ السلام نے کہا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میری باتوں پر صبر نہیں
ہوسکیگا۔ موسےٰ علیہ السلام نے اپنی خطا کا اعتراف کر کے معافی مانگی پھر

دونوں اور آگے بڑھے۔ تو رستے میں ایک لڑکا ملا خضر علیہ السلام نے اُس کو
پکڑ کر مار دیا۔ موسےٰ علیہ السلام کہنے لگے یہ تو آپ نے بہت ہی بُرا کام کیا
کہ ایک معصوم لڑکے کو ناحق مار ڈالا۔ خضر نے کہا میں نے نہیں کہا تھا کہ
آپ سے میری باتوں پر صبر نہیں ہو سکیگا۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ
بیشک مجھ سے خطا ہوئی۔ اب کے پھر معاف فرمائیے گا۔ اگر اس کے بعد
میں آپ پر معترض ہوں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا۔ پھر دونوں اور آگے
بڑھے اور چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہنچے۔ کھانے کا وقت تھا اور پاس کچھ
نہ تھا۔ ناچار گاؤں والوں سے کھانا مانگا تو ان بے مروتوں نے کھانا
نہ دیا اور صاف جواب دے دیا۔ اتنے میں خضر اور موسےٰ نے گاؤں میں
ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی خضر علیہ السلام نے اس کو درست کر کے
کھڑا کر دیا۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہاں کے لوگوں نے ہم کو کھانا
نہیں دیا۔ لیکن اگر آپ چاہتے تو ان سے دیوار کھڑا کر دینے کا معاوضہ لے
لیتے۔ خضر علیہ السلام نے کہا بس اب آپ میرے ساتھ ہرگز نہیں رہ سکتے
آپ کا رستہ اَور۔ اور میرا رستہ اَور۔ مگر چونکہ آپ کو ان باتوں کے جن پر آپ اعتراض
کرتے رہے سبب معلوم نہیں اور جب تک سبب معلوم نہ ہوں آپ کی
طبیعت مطمئن نہیں ہوسکیگی۔ اس لئے میں آپ کو ان کی وجہ بھی بتائے
دیتا ہوں۔ کہ کشتی جس کا میں نے تختہ توڑ ڈالا تھا غریب ملاحوں کی تھی
جس کو وہ اُجرت پر چلاتے تھے۔ اور دریا کی دوسری طرف ایک غاصب
بادشاہ ہے جو لوگوں کی کشتیوں کو زبردستی چھین لیا کرتا ہے۔ تو میں نے

چاہا کہ اس کشتی کو عیب دار کر دوں تاکہ وہ اس کو بیکار سمجھ کر ضبط نہ کرے۔ اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے تو مجھ کو خوف ہُوا کہ یہ بڑا ہو کر سرکشی اور کفر سے اُن کو ایذا دینے لگے اس لئے میں نے اس کو قتل کر دیا۔ اور خدا کے ہاں سے اُمید ہے کہ وہ اس کے بدلے اس کے والدین کو پاک طینت اور فرماں بردار لڑکا عطا فرمائے۔ رہی دیوار سو وہ یتیم لڑکوں کی تھی جس کے نیچے ان کا خزانہ مدفون تھا۔ اور ان کا باپ ایک نہایت نیک آدمی تھا۔ تو خدا نے چاہا کہ جب لڑکے جوان ہوں تب دیوار کے تلے سے اپنا خزانہ نکالیں اس لئے میں نے اس کو کھڑا کر دیا۔ اگر دیوار اُنکے بچپن ہی میں گر جاتی تو خزانے کے ضائع ہو جانے کا احتمال تھا۔ ان واقعات میں جو کچھ میں نے کیا ہے صرف خدا کے حکم سے کیا ہے۔ اب موسےٰ کو معلوم ہو گیا۔ کہ خدا نے دنیا میں ایک سے ایک بڑھ کر صاحب علم پیدا کیا ہے +



حکایت

ایک کافر نے جناب رسالت مآب کے ایک لُہار صحابی سے تلوار بنوائی اور قیمت نہ دی۔ انھوں نے قیمت مانگی تو اُس نے کہا کہ جب تک تم اسلام ترک نہ کرو گے میں تمھیں ایک کوڑی بھی نہیں دینے کا۔ ہاں اسلام چھوڑ دو تو قیمت دیدونگا اُنھوں نے کہا کہ میں تو قیامت کے برپا ہونے تک بھی اسلام سے انحراف کرنے والا نہیں۔ کافر کہنے لگا کہ قیامت ہو گی تو جیسا میں دنیا میں مالدار ہوں

ویسا ہی وہاں ہونگا اُس وقت تم کو تمھاری قیمت دیدونگا ۔ خدا نے فرمایا اس کمبخت کافر کو دیکھو کہتا ہے کہ قیامت ہوگی تو وہاں بھی صاحب مال و دولت ہونگا ۔ گویا اس کو غیب کی خبر معلوم ہوگئی ہے یا اس نے ہم سے عہد لے لیا ہے کہ ہم اس کو وہاں بھی ضرور مال و دولت دینگے ۔ یہ قیامت کو خالی ہاتھ ہمارے حضور میں حاضر ہوگا اور ہم اس کے کفر اور نافرمانی کے سبب اس کو عذاب کا مزہ چکھائیں گے +

حضرت ابراہیمؑ کی درخواست پر مُردہ جانوروں کے زندہ ہونے کا قصّہ

حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے التجا کی کہ پروردگار مجھ کو دکھا کہ تو قیامت میں مردوں کو کیونکر زندہ کریگا ۔ خدا نے فرمایا ۔ کیا تم کو اس کا یقین نہیں ہے عرض کی ۔ کیوں نہیں ۔ مگر میں آنکھ سے بھی دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میرا دل کامل طور پر مطمئن ہوجائے ۔ فرمایا اچھا چار جانور منگوا کر بوٹی بوٹی کر ڈالو ۔ اور ان کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑی پر رکھ دو ۔ پھر ان کو اپنے پاس بُلاؤ تو وہ زندہ ہو کر تمھارے پاس دوڑے چلے آئیں گے بس اسی طرح ہم قیامت کے روز مردوں کو جلا اُٹھائینگے ۔ اور ہم کو مردوں کا زندہ کرنا کچھ بھی مشکل نہیں +

حکایت

جناب سرورِ کائنات کے زمانے میں بعض لوگ اسلام قبول کرتے تھے تو آپ پر احسان رکھتے تھے خدا نے حضرت سے فرمایا کہ یہ لوگ تم پر اسلام قبول کرنے کا احسان رکھتے ہیں۔ تم ان سے کہہ دو کہ تم مجھ پر کیا احسان رکھتے ہو۔ خدا تم پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کی دولت عطا فرمائی +

اصحابِ کہف کا قصّہ

کسی زمانے میں ایک بُت پرست بادشاہ تھا جو لوگوں سے زبردستی بُت پرستی کراتا تھا۔ اُس نے چند خدا پرست نوجوانوں کو بھی جو خدا پر ایمان رکھتے اور اُس وحدہ لاشریک کے سوا کسی کو قابل پرستش نہیں سمجھتے تھے بُت پرستی پر مجبور کیا۔ تو اُنھوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ ہم تو خداوند آسمان و زمین کے سوا کسی کو معبود نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اس کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرنی نہایت ظلم و بے انصافی کی بات ہے۔ اور جو لوگ خدا کے سوا اَور اَور معبود اختیار کرتے ہیں۔ جن کے معبود ہونے کی کوئی بھی دلیل نہیں وہ بڑے ہی ظالم اور خدا پر بہتان باندھنے والے ہیں۔ پھر ان لوگوں نے آپس میں صلاح کی کہ جب ہم ان مشرکوں اور ان کے جھوٹے معبُودوں سے کچھ سروکار نہیں رکھتے تو ان میں رہنے کی بھی کیا حاجت

ہے۔ چلو فلاں غار میں چل رہیں وہاں خدا اپنی رحمت ہمارے شامل حال رکھیگا اور ہمارے کاموں میں سہولت پیدا کر دیگا۔ غرض وہ باہم مشورہ کرکے ایک غار میں جا چھپے۔ وہاں اُن کو نیند آگئی اور برسوں پڑے سوتے رہے۔ مگر اُن کی حالت عجیب تھی کہ تھے تو سوتے۔ لیکن اگر اُن کو کوئی جھانک کر دیکھتا تو یہ خیال کرتا کہ جاگ رہے ہیں۔ اور شکل وصورت میں ایسا تغیر ہو گیا تھا کہ دیکھنے والا مارے دہشت کے اُلٹے پاؤں بھاگ جاتا۔ ان لوگوں کے ساتھ ایک کُتا بھی تھا جو چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا۔ آخر خدا نے ان کو جگا اُٹھایا تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ بھلا اس غار میں ہم کتنی مُدت رہے ہونگے۔ جواب دینے والے نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ آخر سب نے کہا کہ ہم مدّت کی تعیین نہیں کر سکتے۔ جتنی مُدت ہم یہاں رہے ہیں خدا ہی اس کو خوب جانتا ہوگا۔ اب ان کو بھوک محسوس ہوئی تو اپنے میں سے ایک شخص کو روپیہ دے کر شہر کو بھیجا۔ کہ اچھا سا کھانا لائے اور تاکید کی کہ چپکے سے لے کر چلا آئے تاکہ کسی کو خبر نہ ہو جائے۔ کیونکہ اگر ہماری قوم کے لوگوں کو ہماری خبر مل گئی تو یا تو وہ ہم کو سنگسار کر دینگے یا پھر اپنے دین میں کر لینے کی کوشش کرینگے اور اگر ہم مرتد ہو گئے تو پھر ہم کو کبھی فلاح نہیں ہونے کی۔ خیر یہ شخص جب شہر میں پہنچا تو چونکہ اس کی شکل بہت کچھ بدلی ہوئی تھی اور اس کے پاس روپیہ بھی پُرانے وقتوں کا تھا۔ اس لیئے لوگ اُس سے اس کے حالات پوچھنے لگے۔ اور لوگوں میں اس کا اس قدر تذکرہ ہُوا کہ بادشاہ کے کانوں

تک بھی اُس کی خبر جا پہنچی۔ اس وقت بادشاہ اور اس کی رعایا کا مذہب عیسائی تھا جب اُس شخص نے اپنے حالات بیان کئے تو تمام خدا پرست لوگ پکار اُٹھے کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ اور قیامت کے برحق ہونے میں کچھ بھی شک نہیں + یہ اُن لوگوں کا قصہ ہے۔ جن کو اصحاب کہف (یعنی غار والے لوگ) کہتے ہیں +

حکایت

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دفعہ اپنے سرداران لشکر سے رنجیدہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ میری سو بیبیاں ہیں سب سے مباشرت کروں تو سو لڑکے ہوں جو بڑے شہسوار اور ہوشیار اور لشکر کے سردار ہوں اور مجھ کو ان لوگوں کی نازبرداری نہ کرنی پڑے۔ مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے کہ خدا چاہیگا تو یہ سب کچھ ہوگا۔ تو خدا نے ان کو اس طرح پر متنبہ کیا کہ اول تو ایک بی بی کے سوا کوئی باردار نہ ہوئی اور بچا بھی پیدا ہوا تو ناقص الخلقت۔ لوگوں نے وہ بچہ سلیمان علیہ السلام کے تخت پر لا رکھا۔ تب سلیمان علیہ السلام خدا سے رجوع کر کے التجا کرنے لگے کہ میرے پروردگار میری خطا معاف فرما۔ اور مجھے ایسی بادشاہت عطا کر کہ میرے سوا کسی کو زیب نہ دے +

بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کا قصہ

حضرت موسےٰ علیہ السلام کو خدا نے فرمایا کہ تم چالیس شب کوہ طور پر آ کر ٹھیرو

ہم تمھیں توراۃ عنایت کرینگے۔ اس حکم کے مطابق موسےٰ علیہ السلام کوہ طور پر چلے گئے اور اپنے بھائی ہارون کو وصیت کر گئے کہ میرے بعد بنی اسرائیل کی خبر گیری کرنا اور ان میں بے اتفاقی نہ ہونے دینا اور مفسدہ پردازوں کے طریق پر نہ چلنا۔ بعد میں سامری نے اُن سے کہا کہ لاؤ میں تمھیں ایک خدا بنا دوں اس کی پرستش کیا کرنا۔ چنانچہ اُس نے سونے چاندی کا بہت سا زیور فراہم کرکے اور اس کو گلا کر بچھڑے کی صورت کا ایک بُت بنا کھڑا کیا اور احمق بنی اسرائیل اس کی پرستش کرنے لگ گئے +

خدا نے موسےٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ موسےٰ! ہم نے تمھارے بعد تمھاری قوم کو ایک ابتلا میں ڈال دیا یعنی سامری نے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ موسےٰ علیہ السلام بڑے غم و غصے میں واپس آئے اور بنی اسرائیل سے کہنے لگے کہ کیا خدا نے تم سے ایک نیک وعدہ نہیں کیا تھا؟ تم نے جو بچھڑے کی پرستش شروع کر دی تو کیا تم کو وعدے کی مُدّت دراز معلوم ہوئی اور تم اُکتا گئے یا تم نے یہ چاہا کہ تم پر خدا کا غضب نازل ہو۔ اور اسی سبب سے وہ عہد توڑ دیا جو خدا کی پرستش کے بارے میں تم نے مجھ سے کیا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم نے دیدہ و دانستہ عہد کا خلاف نہیں کیا۔ بلکہ سامری نے ہم کو بہکا دیا کہ ہم سے بہت سا زیور لے کر آگ میں ڈھال دیا۔ اور اس سے ایک بچھڑے کا بُت بنا دیا جو بھائیں بھائیں کرنے لگا۔ اور لوگ بھی کہنے لگے کہ موسےٰ تو بھول گئے ہیں اصل میں تمھارا اور موسےٰ کا خدا یہی ہے +

موسےٰ علیہ السّلام کے واپس آنے سے پہلے حضرت ہارون بھی اُن کو

سمجھاتے رہے کہ یہ بچھڑا تمھارے لئے موجب آزمائش ہے اور تمھارا پروردگار تو خدائے واحد ہے جو قابل ستائش ہے تو تم سامری کے کہے پر نہ چلو اور میری اطاعت کرو۔ اُنھوں نے کہا کہ جب تک موسے نہ آئینگے ہم اسی بچھڑے کی پرستش کرتے رہینگے۔ مگر موسےٰ علیہ السّلام کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ ہارون علیہ السلام اُن کو سمجھاتے اور پرستش گوسالہ سے منع کرتے رہے تھے۔ اس لئے موسےٰ علیہ السلام غصّے میں ایک ہاتھ سے بھائی کی ڈاڑھی اور دوسرے سے سر کے بال پکڑ کر کہنے لگے کہ جب تم نے دیکھا تھا کہ یہ کمبخت گمراہ ہوگئے ہیں۔ تو تم نے میری وصیّت پر کیوں عمل نہ کیا اور اُن کو اس فعل سے کیوں نہ روکا؟ حضرت ہارون علیہ السّلام نے کہا کہ بھائی میری ڈاڑھی اور سر کے بال نہ پکڑیئے۔ میں نے انکو نصیحت تو بہت کردی تھی۔ مگر خدا کی پرستش پر مجبور اس لئے نہ کیا تھا کہ آپ آکر یہ نہ فرمائیں کہ تم نے میری نصیحت کو ملحوظ نہ رکھا اور بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا۔ پھر موسےٰ علیہ السّلام نے سامری سے فرمایا کہ تو نے یہ کیا کام کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جو اَور لوگوں کو نظر نہیں آتی تھی۔ یعنی جبرئیل علیہ السّلام کو دیکھا کہ گھوڑی پر سوار چلے جا رہے ہیں تو میں نے ان کے پاؤں کے نیچے سے مٹی کی مُٹھی بھر لی اور اس کو بچھڑے میں ڈال دیا اور وہ بولنے لگا اس وقت میرے جی نے مجھ کو یہی مصلحت بتائی۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا دور ہو مردود۔ تجھ کو زندگی میں یہ سزا ہے کہ ہمیشہ کہتا رہیگا کہ کوئی مجھے ہاتھ نہ لگائے۔ اور آخرت کا

عذاب الگ رہا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو جسے سامری نے معبود بنا رکھا تھا۔ اور جس کی پرستش کیا کرتا اور کرایا کرتا تھا جلا کر راکھ کر دیا اور راکھ کو بکھیر کر دریا میں بہا دیا +

حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ

جب خدا نے حضرت شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو اُنھوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا۔ کہ بھائیو خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی کی عبادت کیا کرو۔ اور جو چیزیں تم بیچتے ہو وہ کم نہ دیا کرو یعنی ماپ اور تول پوری پوری کیا کرو۔ کیونکہ لوگوں کی حق تلفی بہت بُری بات ہے۔ اور اگر تم لوگ ان باتوں سے باز نہ آؤ گے تو اندیشہ ہے کہ تم پر خدا کا عذاب آنازل ہو۔ وہ کہنے لگے۔ کہ شعیب معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری نماز کا یہ مقتضا ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کی پرستش چھوڑ دیں یا اپنے مال میں جو تصرف کرنا چاہیں اُس سے رُک جائیں۔ بس دنیا میں تو تمھیں ایک راستباز اور نرم دل رہ گئے ہو۔ شعیب علیہ السلام نے کہا میں تو اپنے پروردگار کے سیدھے رستے پر ہوں۔ وہ مجھ کو رزق طیب عطا فرماتا ہے۔ اور جو نصیحت میں تم کو کرتا ہوں اُس سے مقصود تمھاری اصلاح حالت ہے۔ اور تمھاری حرام کی کمائی سے مجھے سخت نفرت ہے اور دیکھنا میری مخالفت میں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھنا جس کی

وجہ سے تم پر اس طرح کی مصیبت آ نازل ہو جس طرح کی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر نازل ہوئی تھی۔ اور قوم لوط کے کھنڈر تو تم سے دُور نہیں ہیں۔ ان کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ تمھارے حق میں یہی بہتر ہے کہ خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اور آیندہ کے لئے توبہ کرو۔ وہ بولے شعیب! اوّل تو تم ہمیں دیوانے اور جھوٹے معلوم ہوتے ہو اور تمھاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اس کے علاوہ تمھاری کچھ حقیقت بھی نہیں۔ اگر تمھاری برادری کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تم کو سنگسار کر دیتے۔ شعیبؑ نے کہا کیا خوب۔ میری برادری کے لوگوں کا رُعب خدا سے بڑھ کر ہوا۔ اور خدا کچھ چیز نہ ہوئی۔ تو خیر تم اپنے کام کئے جاؤ۔ میں اپنے کام کئے جاتا ہوں۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ذلّت کا عذاب کس پر نازل ہوتا ہے اور جھوٹا کون ہے۔ آخر ایک روز بادل سائبان کی طرح ان پر چھا گیا اور اس میں سے نہایت کڑک کے ساتھ بجلی اُن پر آ گری تو خدا نے حضرت شعیب اور اُن کے ساتھ کے ایمان والوں کو اس عذاب سے بچا لیا۔ اور نافرمان لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ اور ایسے فنا ہوئے۔ کہ گویا ان میں کبھی آباد ہوئے ہی نہ تھے+

حکایت

یہود میں ایک شخص کو کسی نے قتل کر دیا۔ قاتل کا پتہ نہیں چلتا تھا۔

اور لوگ اُس کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے۔ خدا منظور ہوا کہ قاتل کا پتا لگا دیا جائے تو موسےٰ علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ خدا تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک بیل ذبح کرو۔ وہ کہنے لگے کیا تم ہم سے تمسخر کرتے ہو؟ مرے تو آدمی اور ذبح کریں بیل۔ اس کے کیا معنے؟ موسےٰ علیہ السلام نے کہا نعوذ باللہ میں نادانی کی بات نہیں کرتا۔ تو وہ کہنے لگے کہ اچھا خدا سے یہ دریافت کیجیے کہ کس طرح کا بیل ذبح کیا جائے۔ موسےٰ نے کہا کہ وہ نہ تو بچھڑا ہو نہ بوڑھا۔ بلکہ اس کے درمیان یعنی جوان ہو۔ پھر اُنھوں نے کہا کہ یہ بھی دریافت کیجیے کہ اُس کا رنگ کیسا ہو۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا خدا فرماتا ہے کہ اُس کا رنگ گہرا زرد ہو کہ دیکھ کر جی خوش ہو جائے۔ اُنھوں نے کہا کہ اس رنگ کے بیل تو بہت سے ہیں۔ اب کے یہ بھی دریافت کر لیجئے کہ اُس بیل میں اور صفات ما بہ الامتیاز کیا ہوں۔ بس یہ بات پوچھ دیجیے۔ پھر انشاء اللہ ہم کو ٹھیک بات معلوم ہو جائیگی۔ اور اَور تکلیف آپ کو نہ دی جائیگی۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ ایسا بیل ہو۔ کہ نہ تو ہل جوتتا ہو اور نہ کھیتی کو پانی یعنی رہٹ اور چرس کا کام دیتا ہو۔ اور بالکل صحیح و سالم اور بے داغ ہو۔ اُنھوں نے کہا اب ٹھیک بات معلوم ہوگئی۔ اور اُنھیں صفات کا بیل ذبح کیا تو خدا نے فرمایا کہ اس کے گوشت کا کوئی ٹکڑا مقتول پر دے مارو۔ وہ زندہ ہو جائیگا۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا تو مردہ زندہ ہوگیا اور اُس نے اپنا قاتل بتا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السّلام کا قصّہ

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایّام طفلی میں خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور
سُورج اور چاند اُن کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یہ خواب اُنھوں نے اپنے والد حضرت
یعقوب سے بیان کیا۔ تو انھوں نے فرمایا کہ بیٹا! جیسا تم نے خواب میں
دیکھا ہے خدا تم کو فی الحقیقت موقر و ممتاز کریگا۔ اور خوابوں کی تعبیر بھی سکھائیگا
اور جس طرح اُس نے اپنے انعامات سے تمھارے دادا پردادا اسحاق اور
ابراہیم کو بہرہ مند کیا تھا۔ اسی طرح تم کو اور نسل یعقوب کو بہرہ ور کریگا۔ مگر دیکھنا
یہ خواب اپنے بھائیوں[1] سے بیان نہ کرنا ورنہ وہ تم کو آفت میں پھنسانے کی
کوشش کرینگے +

یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب کو اپنی اولاد میں سب سے زیادہ عزیز تھے
اُن کے بھائی ان سے حسد کرتے اور جلتے۔ ایکدن اُنھوں نے باہم صلاح
کی کہ والد صاحب یوسف کو ہم سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ یہ بات ہم سے
گوارا نہیں ہوسکتی تو یا تو یوسف کو جان سے مار ڈالنا چاہئے یا کہیں پھینک
آنا چاہئے۔ ایک نے کہا جان سے مارنا مناسب نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ کسی کوئیں
میں ڈال دیا جائے۔ کوئی آتا جاتا مسافر نکال کرلے جائیگا۔ یہ مشورہ کرکے
وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضرت قبلہ!
کیا سبب ہے۔ کہ آپ یوسف کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے۔ حالانکہ

[1] علاتی بھائی مراد ہیں +

ہم اُس کے خیر خواہ ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ کل کو جنگل کی سیر کریں۔ تو آپ یوسف کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں کہ وہاں چل کر خوب میوے کھائے اور کھیل کود کر جی خوش کرے۔ اور آپ اس کی نسبت کسی طرح کا اندیشہ نہ فرمائیں ہم اُس کی حفاظت کی ذمہ وار ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ ایک تو اُس کا مجھ سے جدا ہونا مجھے غمناک کر دیگا۔ دوسرے یہ بھی ڈر ہے کہ مبادا تم اُسے تنہا چھوڑ کر اُس سے غافل ہو جاؤ اور اُسے بھیڑیا کھا جائے وہ کہنے لگے نہایت تعجب کی بات ہے۔ کہ ہماری موجودگی میں کہ بفضل خدا جماعت کی جماعت ہیں اس کو بھیڑیا کھا جائے۔ اگر خدا نخواستہ ایسا وقوع میں آیا تو ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہوگا۔ ان لوگوں نے اس قسم کی تسلی بخش باتیں کیں تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو ساتھ لے جانے کی اجازت دیدی۔ جب وہ ان کو ساتھ لیگئے تو سب نے بالاتفاق یہی بات ٹھیرائی کہ ان کو کسی کوئیں میں ڈال دینا چاہیئے اُس وقت خدا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ یوسف گھبرانا مت۔ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے۔ کہ تم ان کو ان کے سلوک سے آگاہ کروگے اور یہ اپنی اس حرکت پر سخت منفعل ہونگے۔ غرض برادرانِ یوسف نے یوسف کو ایک اندھے کوئیں میں گرا دیا اور رات کو باپ پاس روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ حضرت سخت افسوس ہے کہ ہم جنگل میں یوسف کو اپنے اسباب پاس چھوڑ کر کھیلنے اور دوڑ دوڑ کر ایکدوسرے سے آگے نکل جانے میں مصروف ہوگئے۔ اور ہماری غیبت میں بھیڑیا آکر

اس کو کھا گیا۔ یہ بات حقیقت میں بالکل سچ ہے۔ مگر امید نہیں کہ آپ اس کو باور کریں۔ ان لوگوں نے ایک بڑی چالاکی یہ کی کہ یوسف علیہ السلام کے کُرتے پر جھوٹ موٹ کا لہو بھی لگا لائے۔ یعقوب علیہ السلام نے بھی دھوپ میں بال سفید نہیں کئے تھے۔ سمجھ گئے کہ یہ سب جھوٹ ہے اور فرمانے لگے کہ یوسف کو نہ تو بھیڑیئے نے کھایا نہ اس کے کُرتے پر اس کا خون ہے۔ بلکہ تم الزام سے بچنے کے لئے اپنے جی سے یہ بات بنا لائے ہو۔ اچھا صبر ؛

اُدھر یوسف علیہ السلام کوئیں میں پڑے خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ وہاں ایک قافلہ آ وارد ہوا۔ اور انھوں نے سقّے کو پانی لانے کے لئے کوئیں پر بھیجا۔ سقّے نے کوئیں میں ڈول لٹکایا تو یوسف علیہ السلام اُس میں ہو بیٹھے۔ جب اُس نے ڈول نکالا تو دیکھا کہ ایک نہایت بدیع الجمال لڑکا اُس میں بیٹھا ہے۔ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ آہا یہ تو لڑکا ہے اور ان کو خوشی خوشی قافلے والوں کے پاس لے گیا۔ قافلے والے بھی بہت خوش ہوئے کہ مفت کا مال تجارت ہاتھ آیا۔ چنانچہ مصر میں جا کر یوسف کو فروخت کر ڈالا۔ تو خریدار یوسف یعنی عزیز مصر نے اپنی عورت سے (جس کا نام زلیخا تھا) کہا کہ اس کی اچھی طرح سے پرداخت کیجو۔ عجب نہیں کہ یہ ہمارے کام آئے یا شاید ہم اسے بیٹا ہی بنا لیں۔ القصہ یوسف زلیخا کے پاس پرورش پاتے رہے۔ جب جوان ہوئے تو ایسا جوبن نکالا کہ زلیخا اُن کے حسن و جمال پر فریفتہ ہی تو ہو گئی۔ اور اس فکر میں ہوئی کہ اُن سے

ناجائز مطلب حاصل کرے +

چنانچہ ایک دن مکان کے دروازے بند کرکے یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس بلانے لگی یوسف علیہ السلام نے کہا۔ معاذ اللہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ تمہارے میاں میرے آقا ہیں۔ اور اُنھوں نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے میں ایسی نمکحرامی نہیں کرسکتا کہ اُن کی امانت میں خیانت کروں +

وہ تو خدا کو منظور تھا کہ یوسف علیہ السلام کا دامن عصمت گناہ کی آلائش سے داغ دار نہ ہو ورنہ زلیخا ارادۂ بد کر ہی چکی تھی۔ غرض یوسف علیہ السلام زلیخا کی خواہش کو پورا نہ کرکے اور اس کو صاف جواب دے کر باہر کو بھاگے۔ زلیخا اُنکے پکڑنے کے لئے پیچھے دوڑی۔ آگے وہ پیچھے یہ۔ اس دوا دوش میں زلیخا نے جو یوسف علیہ السلام کو کرتے سے پکڑنا چاہا تو کُرتہ پیچھے سے پھٹ گیا جب دونوں بھاگا بھاگ دروازے پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زلیخا کا خاوند دروازے کے پاس کھڑا ہے۔ ذرا عورتوں کے چرتروں کو دیکھنا اس وقت کیا بات بنائی ہے کہ اس شخص نے میرے ساتھ ارادۂ بد کیا تھا۔ میں نے چاہا کہ اس کو پکڑ لوں۔ یہ بھاگ چلا اور مجھ کو اُس کے پکڑنے کے لئے دروازے تک دوڑ کر آنا پڑا۔ ایسے خائن کو یا تو قید کر دینا چاہیئے یا کوئی اَور سخت سزا دینی چاہیئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ یہ بالکل غلط کہتی ہے۔ میں نے اس کے ساتھ ہرگز ارادۂ بد نہیں کیا بلکہ اِس نے میرے ساتھ ارادۂ بد کیا تھا چونکہ میں ایسی حرکت کرنی نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ بھاگ کر بچ نکلوں +

زلیخا کا شوہر دونوں کے ایک دوسرے کے خلاف قول سُن کر حیران تھا کہ کس کو سچا سمجھے کس کو جھوٹا۔ اتنے میں زلیخا کے خاندان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یوسف کا کرتہ دیکھنا چاہئے۔ اگر آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی اور یوسف جھوٹا اور اگر پیچھے سے پھٹا ہے تو یوسف سچا اور زلیخا جھوٹی۔ جب کُرتہ دیکھا گیا تو پیچھے سے پھٹا ہوا۔ تب اس کو یقین ہو گیا۔ کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں۔ اور اُس نے زلیخا سے کہا کہ بیوی صاحب! یہ تو تمہارے ہی چرتر ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ عورتوں کے چرتر بڑے غضب کے ہوتے ہیں +

یہ ماجرا شہر کی عورتوں کے کانوں میں پہنچا تو اُنھوں نے بڑا چرچا کیا کہ عزیز مصر کی عورت عجب نالائق اور بدعقل ہے کہ اپنے غلام پر فریفتہ ہو رہی ہے اور اُس سے ناجائز مطلب حاصل کرنے کے درپے ہے[1] +

زلیخا نے جب ان عورتوں کی اس کی طرح کی باتیں سُنیں تو اُس نے اُن کا مُنہ بند کرنا چاہا اور ایک محفل طیار کر کے اُن کو اپنے ہاں بُلوا بھیجا۔ اور پھل تراش تراش کر کھانے کے لئے ایک ایک چھری ہر ایک کے حوالے کی۔ وہ پھل کاٹ کاٹ کر کھانے لگیں۔ تو زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہا۔ کہ یوسف ذرا باہر آ کر ان کو اپنی شکل تو دکھاؤ۔ جب یوسف علیہ السلام باہر نکلے تو وہ عورتیں اُن کے دیدار میں ایسی محو ہو گئیں کہ پھل کاٹتے کاٹتے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بیساختہ بول اُٹھیں کہ اللہ اللہ یہ حسن و جمال۔ یہ آدمی تو نہیں ایک بزرگ فرشتہ ہے۔ اس وقت زلیخا نے کہا کہ یہ وہی تو ہے جس کے بارے میں

---

[1] شعر۔ سن تو سہی جہان میں ہے تیرا فسانہ کیا کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

تم مجھ کو طعن و تشنیع کیا کرتی تھیں[۵۱]+

اسمیں شک نہیں کہ میں نے اس سے مطلب حاصل کرنا چاہا۔ مگر یہ بھاگ نکلا اور اگر یہ میرا کہا نہیں مانیگا تو اس کو قید کرا کر رہونگی اور بہت ذلیل کرونگی۔ یہ سن کر یوسف علیہ السلام نے خدا سے عرض کی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو قید منظور لیکن جو کام یہ عورتیں چاہتی ہیں اُس کا کرنا منظور نہیں اور یہ استقلال محض تیری مدد پر منحصر ہے۔ اگر تو نے مجھ کو ان کے مکروں سے نہ بچایا تو عجب نہیں کہ مجھ سے بہ تقاضائے بشریت نادانی ہو جائے۔ اور میں انکی طرف مائل ہو جاوں۔ شعر

ان بلاؤں سے خدایا میری عصمت محفوظ
توہی رکھے تو رہے ورنہ بھروسا کیا ہے

خدا نے یوسف علیہ السلام کی التجا قبول فرمائی اور ان کو عورتوں کے دام تزویر میں نہ پھنسنے دیا۔ لیکن باوصفیکہ لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت کی نشانیاں دیکھ لیں اور ان کی بیگناہی کا یقین کر لیا۔ پھر بھی ان کو کچھ میعاد کے لئے قید کر دینا ہی قرین مصلحت سمجھا۔ اب یوسف علیہ السلام کو ناچار زندان کی مصیبت جھیلنی پڑی[۵۲]+

جب یوسف علیہ السلام جیل خانے میں داخل ہوئے۔ تو کیا اتفاق ہُوا کہ ان کے ساتھ دو اور جوان آدمی بھی داخل زندان ہوئے اور دونوں نے خواب دیکھے تو اُنھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا۔ کہ

---

۵۱ یا تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا — یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

۵۲ کون سنتا ہے فغان درویش — قہر درویش بجان درویش

یوسف ہم نے خواب دیکھے ہیں۔ اور آپ کے چہرے میں بزرگی اور تقدس کے
آثار دکھائی دیتے ہیں۔ تو آپ ہمارے خوابوں کی تعبیر بتائیں۔ ایک نے
بیان کیا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑ رہا ہوں
دوسرے نے کہا کہ میں ایسا دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں اُٹھائے
ہوئے ہوں۔ اور جانور ہیں کہ ان میں سے کھا کھا جاتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام
نے کہا۔ کہ جو کھانا تم کو ملنے والا ہے وہ تم تک آنے نہیں پائیگا۔ کہ
میں تم کو تمھارے خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا۔ کیونکہ تعبیر خواب منجملہ ان باتوں
کے ہے جو مجھ کو میرے پروردگار نے تعلیم فرمائی ہیں۔ اور ساتھ ہی توحید
اور خدا پرستی کے بارے میں بھی یوں ارشاد کیا کہ دوستو! میں خاندان نبوت
میں سے ہوں اور شروع ہی سے خدا پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور جو لوگ اس پر
ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے بھی قائل نہیں۔ اُن کے مذہب سے
کچھ سروکار نہیں رکھتا۔ اور میں اپنے باپ دادوں یعنی ابراہیم اور اسحٰق
اور یعقوب کے دین پر چلتا ہوں۔ اور ہمیں ہرگز شایاں نہیں کہ خدا کے ساتھ
کسی چیز کو شریک بنائیں۔ خدا پرستی خدا کا ایک بڑا فضل ہے جو اُس نے ہم پر
اور اَور لوگوں پر بھی کیا ہے۔ مگر اکثر آدمی اس کی اس نعمت کا شکر نہیں
کرتے۔ میرے جیل خانے کے رفیقو بھلا دیکھو تو سہی کہ جُدا جُدا معبود اچھے
یا ایک زبردست خدا۔ تم لوگ خدا کے سوا جن چیزوں کی پرستش کرتے ہو وہ
تو صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے اپنے دل سے
گھڑ رکھے ہیں۔ اور خدا نے تو اُن کے معبود ہونے کی کوئی دلیل نازل نہیں کی

تمام زمین و آسمان میں صرف خدا ہی کی حکومت ہے۔ اور اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی دین کا سیدھا رستہ ہے لیکن افسوس کہ اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اچھا اب اپنے خوابوں کی تعبیر سنو۔ تم میں سے پہلا شخص جس نے اپنے تئیں انگور نچوڑتے دیکھا ہے وہ اپنے آقا کا ساقی بن کر اُسے شراب پلایا کریگا اور دوسرا جس نے اپنے سر پر روٹیاں دیکھی ہیں سولی دیا جائیگا اور جانور اس کا سر نوچ نوچ کر کھا جائینگے۔ یہ امر خدا کے ہاں سے فیصل ہو چکا ہے۔ اور اسی طرح ہو کر رہیگا۔ یہ تعبیر دے کر یوسف علیہ السلام نے جس شخص کی نسبت خیال کیا تھا کہ رہائی پا جائیگا اُس سے کہا کہ جب تم اپنے آقا یعنی بادشاہ کے پاس جاؤ تو اس سے میرا حال بھی بیان کرنا اور کہنا کہ میں بے جرم و بے خطا قید ہوں۔ مگر جب وہ جیل خانے سے رہا ہو کر چلا گیا تو اس کو بادشاہ سے ان کا ذکر کرنا مطلق یاد نہ رہا اور یوسف علیہ السلام اسی طرح کئی برس جیلخانے میں رہے۔ اس اثنا میں کیا اتفاق ہوا کہ بادشاہ نے بھی ایک خواب دیکھا کہ سات گائیں موٹی تازی ہیں اور سات سوکھی دُبلی۔ یہ سوکھی دُبلی گائیں اُن موٹی تازی گایوں کو کھا رہی ہیں۔ اور سبز سات خوشے ہرے ہیں اور سات سوکھے۔ بادشاہ نے یہ خواب اپنے درباریوں سے بیان کیا اور اُس کی تعبیر پوچھی۔ انھوں نے کہا کہ حضور یہ تو پریشان سے خواب ہیں۔ اور ایسے خوابوں کی تعبیر ہم کو نہیں آتی۔ اس موقع پر اس شخص کو جو رہائی پا کر چلا گیا تھا حضرت یوسف علیہ السلام یاد آگئے اور اُس نے کہا کہ اگر مجھ کو اجازت ہو تو میں یوسف سے اس خواب تعبیر پوچھ لاؤں

بادشاہ نے اس کو اجازت دی اور وہ جیل خانے میں حضرت یوسف کے پاس گیا۔ اور کہا کہ یوسف! بادشاہ نے خواب دیکھا ہے۔ کہ سات موٹی گایوں کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات خوشے سبز ہیں اور سات خشک۔ آپ اس کی تعبیر بتائیں۔ یہ خدا کی طرف سے بادشاہ کو آپ کا حال معلوم ہونے کی خودبخود سبیل پیدا ہوگئی ہے۔ امید ہے کہ اب آپ رہائی پا جائینگے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم لوگ متواتر سات برس تک کھیتی کرتے رہوگے تو یوں کرنا کہ جتنا غلہ کاٹا کرو اُس کو خوشوں ہی میں رہنے دیا کرنا اور جس قدر تمھارے کھانے کے کام میں آئے اتنا خوشوں سے نکال لیا کرنا۔ اس کے بعد بڑی سختی کے سات برس آئینگے۔ اور اُن میں جتنا ذخیرہ تم نے پہلے سے جمع کر رکھا ہوگا سب کو کھا جاؤگے۔ لیکن قدر قلیل غلہ جو تم احتیاط سے بچا رکھوگے وہ بچ رہیگا۔ پھر اس کے بعد ایسا برس آئیگا جس میں خوب بارشیں ہونگی اور خوب سماں ہوگا۔ یہ تعبیر ساقی نے بادشاہ سے جاکر بیان کی تو بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ یوسف کو ہمارے حضور میں لے آؤ۔ شاہی چوبدار یوسف علیہ السلام کے پاس حکم طلب لے کر پہنچا۔ تو انھوں نے کہا کہ بادشاہ کی خدمت میں واپس جاؤ اور عرض کرو۔ کہ پہلے حضور ان عورتوں کے بارے میں دریافت فرمائیں۔ جنھوں نے مجھ کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے کہ آیا میں اُن سے ناجائز مطلب حاصل کرنے کا خواستگار تھا۔ یا وہ مجھ سے اپنا مطلب حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ بادشاہ نے ان عورتوں کو طلب کر کے اُن سے پوچھا۔ کہ جس وقت تم نے یوسف سے اپنا مدعا حاصل کرنا چاہا تو تم کو یوسف

کی نسبت کیا بات معلوم ہوئی۔ آیا اُس میں تم نے کسی طرح کی بُرائی دیکھی۔
اُنھوں نے کہا واللہ ہم نے یوسف میں کسی طرح کی بُرائی نہیں دیکھی زلیخا بول
اُٹھی کہ اب سچی بات تو ظاہر ہو ہی چکی ہے۔ حقیقت الحال یہ ہے کہ میں نے
یوسف سے اپنا مُدعا حاصل کرنا چاہا تھا۔ مگر اس نے اپنے تئیں بچائے
رکھا وہ بیشک بے جرم ہے اور اس بارے میں وہ جو کچھ کہتا ہے۔
سچ کہتا ہے یہ حالات سن کر بادشاہ نے یقین کیا۔ کہ یوسف محض
بے گناہ قید ہیں۔ اور حکم دیا کہ یوسف کو آزاد کر کے ہمارے پاس لے آؤ
ہم اس کو خاص اپنی مصاحبت سے ممتاز کرینگے۔ یہ ماجرا چوبدار نے یوسف
علیہ السلام سے جا کر بیان کیا تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے اس معاملے کو
بادشاہ کے حضور میں اس لئے پیش کیا ہے کہ عزیز مصر یعنی زلیخا کے شوہر
کو جو میرے آقائے محسن ہیں معلوم ہو جائے کہ میں نے اُن کی غیبت میں
اُن کی امانت میں خیانت نہیں کی اور یوں میں اپنی نسبت نہیں کہتا کہ میں
پاک صاف ہوں کیونکہ نفس سرکش انسان کو برائی کی طرف راغب کرتا رہتا ہے
اور خدا ہی مہربانی کرے تو انسان بُرائی سے بچ سکتا ہے۔ ورنہ اس کے
ظلوم و جہول ہونے میں کچھ بھی شک نہیں +

الغرض یوسف علیہ السلام قید سے مخلصی پا کر دربار شاہی میں حاضر
ہوئے اور ایسی خوبی اور قابلیت سے گفتگو کی کہ بادشاہ نہایت خوش
ہوا اور یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم آج سے ہمارے حضور میں بڑے
معزز اور صاحب اعتبار ہوئے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا۔ کہ حضور

نے مجھے ایسی عزّت بخشی ہے تو مجھ کو بادشاہی خزانوں پر مُسلّط فرما دیجئے
کیونکہ میں خزانے کا کام اور اس کی نگرانی بہت اچھی طرح سے کر سکتا ہوں
بادشاہ نے اس درخواست کو منظور فرمایا اور یوسف علیہ السلام شاہی خزانوں
کے افسر مقرر ہو گئے ÷

اب وہ وقت آیا کہ جیسا یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر میں بیان کیا
تھا۔ تمام ملک میں بڑا سخت قحط پڑا اور لوگ پریشان خاطر ہو گئے۔ یوسف
علیہ السلام نے مصر میں یہ انتظام کیا تھا۔ کہ سلطنت کی طرف سے بہت سا
غلّہ جمع کر رکھا تھا اور لوگوں کی ضرورت کے مطابق اس کو فروخت کراتے
تھے۔ یہ خبر سن کر یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی کنعان سے مصر میں غلّہ
خریدنے آئے۔ یوسف علیہ السلام نے ان کو دیکھتے ہی پہچان لیا لیکن
وہ یوسف کو مطلق نہ پہچان سکے۔ یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ اُن
کے حقیقی بھائی بن یامین ان میں نہیں ہیں تو انجان بن کر اُن سے اُن کے
خاندان کے حالات دریافت کئے۔ معلوم ہُوا کہ اُن کا ایک بھائی اَور بھی
ہے جس کو وہ گھر پر چھوڑ آئے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ
کسی تدبیر سے بن یامین کو اپنے پاس بلوائیں تو انھوں نے یہ تدبیر کی
کہ جب اپنے بھائیوں کو غلّہ دلوا چکے تو ان سے کہا۔ کہ اب کے آنا تو
اپنے بھائی کو جسے گھر پر چھوڑ آئے ہو۔ اپنے ساتھ لیتے آنا۔ تم دیکھتے
ہو۔ کہ ہم مہمانوں کی کیسی مدارات کرتے ہیں۔ اور اُن کو اپنے ہاں کیسی
عزت سے رکھتے ہیں۔ اور اگر تم اُس کو ہمارے پاس نہ لائے تو ہم تمھیں

غلّہ نہیں دینگے اور اس صورت میں یہاں آنے کا قصد ہی نہ کرنا۔ اُنھوں نے
کہا کہ ہم جاتے ہی والد صاحب سے اس کے بارے میں عرض کرینگے
اور ان سے اجازت لے کر اُس کو ضرور ساتھ لائینگے۔ جب وہ چلنے لگے
تو یوسف علیہ السلام نے کیا کام کیا کہ اُن کا روپیہ جس کے بدلے میں اُنھوں
نے غلّہ خریدا تھا اُن کی خرجیوں میں رکھوا دیا۔ تاکہ اس لالچ سے وہ پھر
بھی غلہ لینے آئیں۔ جب یہ لوگ اپنے والد کے پاس لوٹ کر گئے تو کہا
قبلہ! اب کے تو ہم غلّہ لے آئے ہیں لیکن آگے کو جب تک ہم اپنے
بھائی بن یامین کو ساتھ نہ لے جائیں ہمیں غلے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔
تو آپ بن یامین کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت بخشیں تاکہ ہم پھر
غلّہ لائیں اور ہم اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ یعقوب علیہ السلام
نے کہا میں اس کے بارے میں تمھارا اعتبار ہرگز نہیں کرتا ایک دفعہ تم پر
اعتبار کر کے دھوکا کھا چکا ہوں۔ اور تم اس کی ویسی ہی حفاظت
کرو گے۔ جیسے اس کے بھائی یوسف کی کی تھی۔ اور حقیقت میں تو
خدا ہی حافظ و نگہبان ہے اور وہی سب سے زیادہ مہربان ہے +

جب ان لوگوں نے اپنا اسباب کھولا تو دیکھتے کیا ہیں کہ ان کا روپیہ
بھی اس میں موجود ہے۔ سمجھ گئے کہ یہ روپیہ ہم کو عمداً واپس کر دیا گیا
ہے۔ اور باپ سے کہنے لگے کہ حضرت! دیکھئے اُنھوں نے ہم کو غلہ بھی
دیا اور اس کی قیمت بھی واپس کر دی ہے۔ اب ہم کو ضرور اجازت دیجئے
کہ بن یامین کو ساتھ لے جائیں۔ اور پھر غلّہ لائیں۔ اب کے ہم اُس کے

حصّے کا ایک بار شتر غلہ اور لائینگے ۔ کیونکہ جو غلّہ ہم لائے ہیں بہت کم اور ناکافی ہے ۔ باپ نے کہا جب تک تم خدا ے عزّ و جل کی قسم کھاکر عہد واثق نہ کروگے کہ تم اس کو کسی سخت ناچاری کے سوا ضرور میرے پاس واپس لے آوگے تب تک میں اس کو تمھارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجنے کا ۔ بیٹوں نے پکا قول دیا تو باپ نے بن یامین کو ساتھ جانے کی اجازت دی اور چلتے وقت نصیحت کی کہ لڑکو دیکھو جب وہاں پہنچو تو شہر میں ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونا ۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ بات میں نے احتیاطاً کہی ہے ورنہ حکم قضا تم پر سے ہرگز نہیں ٹل سکتا اور جو کچھ خدا کو منظور ہے وہ ہو کر ہی رہیگا ✤

جب یہ لوگ مصر میں پہنچے تو باپ کے ارشاد کے مطابق جدا جدا دروازوں سے داخل ہوئے ۔ اور غلہ لینے کے لئے یوسف علیہ السّلام پاس گئے اور اپنے بھائی بن یامین کو پیش کیا ۔ یوسف علیہ السّلام نے بن یامین کو اپنے پاس بٹھالیا ۔ اور آہستہ سے کہا کہ میں تمھارا بھائی یوسف ہوں ۔ تم ہر طرح تسلی رکھنا ۔ اور میں ایسی تدبیر کرتا ہوں کہ تم یہیں میرے پاس رہو ۔ چنانچہ اُنھوں نے بھائیوں کو غلّہ دلوادیا تو بن یامین کی خرجی میں پانی پینے کا گلاس رکھوادیا اور کوتوال سے کہا کہ چوری کے شبہے میں ان کی خرجیوں کی تلاشی لے ۔ اس نے اس ایما کے مطابق قافلے والوں سے کہا کہ تم تو چور ہو حضرت یوسف کے بھائی متعجب

ہوئے اور پوچھنے لگے کہ آپ کی کیا چیز گم ہوگئی ہے۔ اس نے کہا کہ بادشاہ کے پانی پینے کا گلاس چرایا گیا ہے۔ جو اس کو موجود کر دیگا اس کو ایک بار شتر غلہ انعام دیا جائیگا اور میں اس کا ضامن ہوں۔ اُنھوں نے کہا واللہ ہم یہاں کسی طرح کی خرابی کرنے کی غرض سے نہیں آئے اور نہ چوری ہمارا شیوہ ہے۔ گلاس کے ڈھونڈنے والوں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو چور کی کیا سزا؟ وہ کہنے لگے کہ چور کی سزا یہ کہ جس کی خرجی میں سے گلاس نکلے اُس کو بادشاہ کا غلام بنا لیا جائے۔ کیونکہ ہمارے ہاں چوروں کی یہی سزا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اس بات کو منظور کیا اور اُن کی خرجیوں کی تلاشی لوانی شروع کی پہلے اپنے علاتی بھائیوں کی خرجیوں کی تلاشی لی تو گلاس نہ نکلا۔ جب بن یامین کی خرجی کی تلاشی لی تو گلاس نکل آیا۔ اُس وقت بھائی کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی ہو تو عجب نہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے اس کا حقیقی بھائی یوسف بھی چوری کر چکا ہے۔ یوسف نے کہا کہ ظالمو! اس کے بھائی پر کیوں چوری کی تہمت لگاتے ہو۔ اور اگر اس نے چوری کی ہوگی تو اُس کو خدا ہی خوب جانتا ہوگا۔ غرض اس تدبیر سے یوسف علیہ السلام نے بن یامین کو اپنے پاس رکھ لیا ورنہ مصر کے قانون شاہی کے رو سے وہ اس کو روک لینے کے مجاز نہ تھے۔

اب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو یہ مشکل پیش آئی کہ بن یامین کو چھوڑ کر کیونکر جائیں۔ یہاں یہ معاملہ پیش آیا اور وہاں والد سے اقرار حلفی کر چکے ہیں کہ بن یامین کو بسلامت ان کے پاس واپس لائینگے۔ تو وہ یوسف علیہ السلام سے

التجا کرنے لگے کہ اے عزیز! بن یامین کے والد بہت بوڑھے آدمی ہیں اور وہ
اس کو نہایت عزیز رکھتے ہیں۔ آپ ازراہِ مہربانی اس کو جانے دیں اور
اس کی جگہ ہم میں سے جس کو آپ چاہیں اپنی خدمت میں رکھ لیں۔ یوسف
علیہ السلام نے کہا معاذ اللہ ہم ایسا ظلم نہیں کر سکتے کہ جس کے پاس ہم نے
اپنی چیز پائی ہے اُس کو چھوڑ دیں اور اُس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو پکڑ کر
روک لیں۔ یہ جواب سُن کر وہ ناامید ہو گئے اور باہم مشورت کرنے لگے۔ کہ اب کیا
کرنا چاہیئے۔ سب سے بڑے بھائی نے کہا تم جانتے ہو کہ والد صاحب ہم
سے بن یامین کے بارے میں خدا کی قسم دے کر پکا قول لے چکے ہیں۔ اور
اس سے پہلے یوسف علیہ السلام کے بارے میں بھی ہم سے خطا ہو چکی ہے۔
تو جب تک مجھ کو والد صاحب اجازت نہ دیں یا خدا کوئی اور سبیل نہ کرے
میں تو یہاں سے جانے کا نہیں۔ ہاں تم سب والد صاحب کی خدمت میں
لوٹ جاؤ اور ان سے جا کر کہو کہ مصر میں جا کر بن یامین نے چوری کی اور اُس کی
سزا میں وہ وہیں روک لیا گیا۔ اور ہم بے شک اس کی حفاظت کے ذمہ دار
ہوئے تھے لیکن ہم کو غیب کی کیا خبر تھی کہ چوری کریگا اور پکڑا جائیگا۔
ہم اس بارے میں بالکل سچ کہتے ہیں۔ آپ اس بستی کے لوگوں سے
جہاں ہم تھے اور نیز اس قافلے سے جس میں ہم آئے ہیں دریافت فرما لیں اور
اس کی تصدیق کر لیں۔ جب انھوں نے جا کر یعقوب علیہ السلام سے یہ
حال بیان تو اُنھوں نے کہا کہ بن یامین نے ہرگز چوری نہیں کی۔ یہ بات
محض تم اپنے دل سے بنا لائے ہو۔ خیر صبر و شکر۔ لیکن مجھ کو خدا سے

امید ہے کہ وہ میرے فرزندوں کو جو اس وقت مجھ سے جدا ہیں میرے پاس پہنچا دیگا۔ کیونکہ وہ تمام باتوں کی حقیقت سے واقف اور صاحب حکمت ہے۔ حضرت یعقوب کو یوسف کی جدائی کا رنج تو تھا ہی بن یامین کے فراق کا رنج پر رنج ہوا۔ اور ان کی جدائی سے یوسف کا غم فراق تازہ ہوگیا۔ اس رنج میں اپنے بیٹوں کے پاس سے اٹھ کر الگ جا بیٹھے اور یوسف کو یاد کر کر کے رونے لگے اور غم فرقت میں اس قدر روتے رہتے کہ آنکھیں سفید پڑ گئیں اور ابصارت زائل ہوگئی۔ یہ حال دیکھ کر بیٹے کہنے لگے کہ ابا جان آپ یوسف کی یاد اور اس کی جدائی کے غم میں اسی طرح روتے رہینگے۔ تو یا تو بیمار ہو کر از کار رفتہ ہو جائینگے یا ہلاک ہو کر رہ جائینگے حضرت یعقوب نے کہا میں تم سے تو کچھ نہیں کہتا جو پریشانی وغم اور رنج والم مجھ کو ہے اس کی فریاد خدا ہی سے کرتا ہوں[1]۔ حضرت یعقوب فرزندوں کی جدائی میں جیسے بیقرار وغمناک تھے ویسے ہی اسباب کا یقین رکھتے تھے۔ کہ خدا کسی وقت باپ بیٹے کو ضرور ملا دیگا۔ تو انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ لڑکو ایک بار پھر مصر جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو۔ اور دیکھو خدا کی رحمت سے نا امید نہ ہونا۔ کہ اس کی رحمت سے نا امید ہونا کافروں کا کام ہے۔ باپ کے کہنے کے مطابق بیٹے پھر مصر کو گئے اور یوسف علیہ السلام پاس جا کر منتیں کرنے اور کہنے لگے کہ اے عزیز! ہم کو اور ہمارے اہل وعیال کو قحط کی وجہ سے بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ اور ہمارے پاس سرمایہ بہت تھوڑا ہے۔ اب اس کے سوا کچھ چارہ نہیں کہ آپ ہمارے

---

[1] دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

حال پر رحم کریں اور ہم کو پُورا غلّہ دلوائیں۔ خدا آپ کو جزائے خیر دیگا۔ اب تو یوسف علیہ السلام سے بھی نہ رہا گیا تو اُن سے کہنے لگے کہ تمھیں کچھ یاد ہے۔ کہ جب تم نادانی میں پھنسے ہوئے تھے تو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا سلوک کئے تھے یہ سن کر بھائی حیران سے ہو گئے اور کہنے لگے کیا تم ہی یوسف ہو؟ انھوں نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ بن یامین میرا ہی بھائی ہے۔ خدا نے ہم پر بڑا احسان و کرم کیا۔ اور جو لوگ اس سے ڈرتے اور مصیبت میں صبر کرتے ہیں۔ ان کو وہ ایسا ہی بدلا دیا کرتا ہے۔ وہ بولے واللہ بے شک تم کو خدا نے ہم پر فضیلت بخشی ہے اور بیشک ہم قصوروار تھے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ہماری طرف سے تمھارے قصور معاف اور خدا بھی تمھارے قصور معاف کرے۔ اس کے بعد ان کو اپنا کُرتہ دیا اور کہا کہ یہ کرتہ لے جاؤ اور اس کو والد صاحب کے منہ پر ڈال دو۔ خدا اُن کی آنکھیں روشن کر دیگا۔ اور اپنے تمام کنبے کو میرے پاس لے آؤ۔ کہ یہاں امن چین سے رہینگے۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ ابھی قافلہ مصر سے چلا ہی تھا کہ کنعان میں یوسف کی مہک آنے لگی اور ان کا دل باغ باغ ہو گیا۔ جب خوشخبری دینے والا ان کے پاس آ پہنچا اور آتے ہی یوسف علیہ السلام کا کرتہ اُن کے مُنہ پر ڈالا تو آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اس وقت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے کہا کہ لڑکو کیوں میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ میں خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ وہ بولے حضرت بیشک ہم قصوروار تھے۔ آپ خدا سے ہمارے قصوروں کی معافی مانگئے یعقوب نے

کہا کہ اچھا میں تمھارے لئے عفو تقصیرات کی دعا کرونگا۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اب یہ سب لوگ مصر کو روانہ ہوئے۔ جب یوسف علیہ السلام پاس پہنچے تو انھوں نے اپنے والدین کی تعظیم کی اور اُن کو تخت پر بٹھایا۔ اس کے بعد یہ سب لوگ تعظیماً حضرت یوسف کے آگے سجدے میں گر پڑے۔ اس وقت یوسف علیہ السلام کو اپنا وہ خواب یاد آگیا جو لڑکپن میں دیکھا تھا۔ اور اپنے والد سے کہنے لگے کہ ابا جان! وہ جو میں نے بچپن میں خواب دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں یہ اُس کی تعبیر ہے میرے پروردگار نے خواب کو سچ کر دکھایا اور اُس نے مجھ پر اور بھی بہت سے احسان کئے ہیں کہ مجھ کو قید خانے سے نکالا۔ اور شیطان نے جو مجھ میں اور میرے بھائیوں میں فساد ڈلوادیا تھا وہ دور کرادیا۔ اور آپ کو مجھ سے یہاں لاکر ملا دیا۔ یہ کام جو میں نے بیان کئے ہیں خدا نے عجیب تدبیروں سے کئے ہیں اور اس کو جو کام کرنا منظور ہوتا ہے وہ اس کی تدبیر خوب جانتا ہے +

جب یہ سب باتیں ہولیں تو یوسف علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھ پر بہت احسان کئے۔ مجھ کو مصر کی حکومت بخشی اور خوابوں کی تعبیر سکھائی میں تیرے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے دنیا اور آخرت دونوں میں تو ہی میرا کارساز ہے۔ تو مجھ کو دنیا سے اپنی اطاعت کی حالت میں اُٹھائیو اور آخرت میں اپنے نیک بندوں میں داخل کیجو +

تمّت

مصباح القواعد

اس کتاب کے بارے میں ہمیں اپنی طرف سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ انجمن ترقی اردو اور دیگر اہل علم و فضل کی رائیں لکھ دینی کافی ہیں جن سے ظاہر ہوگا کہ یہ کتاب کس پایہ کی ہے۔ اور ملک کو اس کی کس قدر ضرورت تھی +

مولانا شبلی صاحب سکرٹری انجمن ترقی اردو سنہ ۱۹۰۳ء کی روئداد سالانہ انجمن میں اس کا اس طرح پر ذکر فرماتے ہیں:-

"**مصباح القواعد**۔ انجمن کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اردو زبان کے قواعد پر ایک مکمل اور بسیط کتاب طیار کرائے۔ چنانچہ جلسہ انتظامی منعقدہ ۲۹ اگست سنہ ۱۹۰۲ء میں یہ طے ہوا تھا کہ اس غرض کے لئے شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب ال ال۔ ڈی اور مولوی علی حیدر صاحب طباطبائی پروفیسر نظام کالج سے درخواست کی جائے۔ اسی اثنا میں مولوی فتح محمد خان صاحب (جالندھری) کی ایک کتاب اسی مضمون پر انجمن میں آئی۔ یہ کتاب تمام اور کتابوں کی نسبت نہایت مفصل اور مبسوط لکھی گئی ہے۔ اور مولوی صاحب موصوف نے اس کی ترتیب و تالیف میں ایک مدت صرف کی ہے۔ انجمن نے ارادہ کیا کہ اسی کتاب کو اضافہ اور ترمیم اور اصلاح کرکے اپنے مقصد کے موافق درست کر لیا جائے۔ چنانچہ مولوی علی حیدر صاحب موصوف مولوی عبد الحلیم صاحب شرر مولوی عبد الغنی صاحب بہاری عہدہ دار نظام اور خود سکرٹری نے نوبت بہ نوبت اس کتاب کو غور اور تعمق کی نظر سے دیکھا اور اکثر جگہ ترمیم اور اصلاح کی"

جناب مولوی علی حیدر صاحب موصوف اس پر ریویو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جتنی کتابیں نحو اردو کی مدراس و پنجاب و اودھ وغیرہ میں تالیف ہوئیں ان سب سے یہ کتاب اچھی ہے۔ مؤلف کا بیان بہت سلجھا ہوا ہے۔ مسائل کا استقرا خوب کیا ہے۔ محاورے ڈھونڈ ڈھونڈ کر لکھے ہیں" +

جناب مولوی عبد الغنی صاحب اپنی رائے یوں ظاہر فرماتے ہیں۔ "میں نے کتاب مصباح القواعد کو بالاستیعاب شروع سے تا آخر دل لگا کر دیکھا۔ نہایت ناشکری ہوگی اگر میں لائق و قابل مصنف کی تلاش و جستجو اور وسعت فکر و نظر کی داد نہ دوں + اس میں کچھ شک نہیں کہ بازبان مصنف کو اپنے ارادے میں بہت کچھ کامیابی ہوئی ہے۔ اور انھوں نے بہت کچھ تالیف و تصنیف کا حق ادا کیا ہے + اس کتاب کو ختم کرنے کے بعد جو اثر میرے دل پر ہوا وہ یہ تھا کہ واقعی مصنف نے بڑا کام کیا اور بڑی محنت و جانفشانی و دیدہ ریزی کے ساتھ ایک بڑے نقص کو پورا کیا ہے۔ یہ کتاب پورب پنجاب دکن اور مدراس یعنی ٹکسال باہر والے لوگوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ اور ہندوستان کے وہ تمام تعلیم یافتہ جو اپنی زبان کے غیر مستند ہونے کے باعث اردو زبان میں تصنیف و تالیف کرتے ڈرتے ہیں۔ جان و دل سے شکر گزار و ممنون ہوں گے" +

جناب مولوی سید ممتاز علی صاحب مہتمم دار الاشاعت پنجاب لکھتے ہیں "مدت سے اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ اردو زبان کی صرف و نحو پر کوئی مکمل و جامع کتاب زبان اردو کے اصلی اسلوب پر لکھی جائے اس لیئے میں نے مصباح القواعد کو بڑے شوق اور غور سے پڑھا + میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ سردست جتنی کتابیں صرف و نحو اردو کی درسی یا غیر درسی ہماری زبان میں موجود ہیں ان میں کوئی کتاب بھی اس تحقیق و جامعیت کے ساتھ نہیں لکھی گئی جو مصباح القواعد میں پائی جاتی ہے۔ یقین ہے کہ یہ کتاب پنجاب کے جملہ امتحانات کی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے کافی ہوگی اور اہل علم میں مقبول ہوگی" +

رائے بہادر لالہ پیارے لال صاحب دہلوی سابق انسپکٹر مدارس پنجاب تحریر فرماتے ہیں کہ "میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ اس کتاب کی تصنیف سے آپ نے زبان اردو پر بہت بڑا احسان کیا ہے اردو کی ایسی جامع اور دلچسپ قواعد اب تک میری نظر سے نہیں گزری۔ اس کتاب کی تالیف میں جو لیاقت اور محنت صرف ہوئی ہے۔ اس کی داد وہی شخص خوب دے سکتا ہے۔ جو ایسی کتاب تصنیف کر کے رکھ دے۔ کالجوں کے طلبا کے واسطے اور ان طالب علموں کے لئے جو انٹرنس کے امتحان کی طیاری کر رہے ہیں۔ آپ کی کتاب نہایت مفید ثابت ہوگی" +

عالی جناب مولوی سید کرامت حسین صاحب فیلو الہ آباد یونیورسٹی بیرسٹرایٹ لا (حال جج ہائی کورٹ) اپنے خیالات یوں ظاہر فرماتے ہیں کہ "جناب خان صاحب مولوی فتح محمد خان جالندھری کا میں تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جناب موصوف نے مصباح القواعد کا ایک نسخہ مجھ کو عنایت فرمایا کتاب کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ وہ اپنی قسم کی کم سے کم بیکے از بہترین ہے۔ اردو کو ایسی کتاب کی بڑی ضرورت تھی اور جناب مصنف نے اردو پر یہ بڑا احسان فرمایا۔ اس کا ہر صفحہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ کتاب کے مستند اور سود مند کرنے میں جناب مصنف نے بقدر امکان کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ امید ہے کہ یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی" +

اور تحریریں جن میں بعض ان سے بھی زیادہ عجیب ہیں کتاب میں دیکھنی چاہئیں۔ خصوصاً وہ چٹھی جو لالہ شیو لال صاحب بی اے انسپکٹر مدارس حلقہ ملتان نے اس کتاب کی قدر دانی کے بارے میں ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پنجاب کی خدمت میں لکھی۔ وہ اس چٹھی میں اس کتاب کا بے نظیر ہونا اور مڈل اور انٹرنس کی جماعتوں کے لئے اس کا بہت نافع ہونا اور نصاب تعلیم میں داخل کیا جانا بہت ضروری بیان فرما کر لکھتے ہیں۔ "کہ میں بڑے زور سے سفارش کرتا ہوں کہ اس کتاب کی ایک ایک کاپی افسران معائنہ کنندہ اور ٹریننگ انسٹیٹیوشنوں اور مڈل سکولوں کی لائبریروں کے لیئے مہیا کی جائے اور مصنف کو جس سے میں بالکل واقف نہیں اس کی محنت و جانفشانی کے صلے میں گورمنٹ سے انعام عطا فرمایا جائے" +

قرآن مجید مع ترجمۂ جدید

مسمّٰی بہ فتح الحمید

تمام ہندوستان کے مسلمان مدتوں سے اپنی زبان میں قرآن مجید کے ایک ایسے ترجمے کے نہایت آرزومند تھے اور اُن کی آنکھیں ایسے ترجمے کو کمال شوق سے ڈھونڈتی تھیں جو بامحاورہ اور برجستہ اور دل آویز یعنی نہایت فصیح بھی ہو اور مطالب قرآنی کو صحت کے ساتھ ادا بھی کرے یعنی مستند اور صحیح بھی ہو۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُن کی یہ آرزو پوری ہوگئی اور ایک نیا ترجمہ فتح الحمید نام جس میں یہ سب اوصاف علےٰ وجہ الکمال پائے جاتے ہیں شائع ہوگیا۔ خدا نے اس ترجمے کو ایسی قبولیت بخشی ہے کہ شائع ہوتے ہی اس کی تمام ملک میں دھوم مچ گئی۔ جس نے سنا دیکھنے کا مشتاق ہؤا اور جس نے دیکھا عش عش کرنے لگا۔ اس کے مترجم جناب مولوی **فتح محمد خان** صاحب جالندھری ہیں جن کی تصنیفات کی تمام سربرآوردہ اہل زبان حیرت انگیز تعریف کرتے ہیں۔ کچھ خواص ہی اس کے مطالعے سے لطف بے پایان حاصل نہیں کرتے بلکہ عوام بھی اس کو پڑھ کر بے انتہا خوش ہوتے ہیں۔ ایک ادا شناس شاعر کہتا ہے۔ شعر

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اس ترجمے کے پڑھنے والا اس کے ایک ایک لفظ میں وہ کرشمہ دیکھتا ہے جو دامن دل کو زور سے کھینچ لیتا ہے ۔

جناب مولوی سید ممتاز علی صاحب مہتمم دارالاشاعت پنجاب جن کی رائے طبقہ اہل علم میں بہت بڑی وقعت رکھتی ہے تحریر فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے جتنے ترجمے اس وقت تک ہوئے ہیں وہ سب ہماری نظر سے گزرے ہیں۔ مگر جس ترجمے کو ہم نے زیادہ پسند کیا اور جس میں فے الواقع سب سے بڑھکر خوبیاں ہیں وہ فتح الحمید ہے۔ ایسے ہی ترجمے کی مسلمانوں کو سخت ضرورت تھی۔ زبان کی نفاست اور سلاست اور متانت جو اس ترجمے میں ہے اوروں میں نہیں۔ آسان ایسا کہ بچے اور عورتیں بھی مطالب قرآنی کو نہایت سہولت سے سمجھ سکتی ہیں۔ بامحاورہ ایسا کہ پڑھنے والا بے ساختہ کہہ اٹھتا

ہے کہ کسی نہایت فصیح اللسان دہلی نژاد کا کیا ہوا ہے۔ مترجم نے جس قدر عرقریزی اس کے بامحاورہ اور معنی خیز کرنے میں کی ہے اس سے زیادہ اہتمام اس کی صحت میں کیا ہے یعنی ایک ایک لفظ معتبر اور مستند تفاسیر کی کسوٹی پر پرکھ کر لکھا ہے۔ غرض یہ ترجمہ تمام موجودہ تراجم سے ممتاز ہے اور اُن سب پر فوقیت رکھتا ہے"۔

جناب مترجم سلمہٗ نے دیباچے میں شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمۂ قرآن کی بہت تعریف لکھی ہے لیکن اسکی اُن باتوں کے لحاظ سے جن کے سبب فہم معانی میں کچھ دقت واقع ہوتی ہے اور اپنے ترجمے کی آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجانے کے اعتبار سے لکھا ہے کہ "شاہ صاحب کا ترجمہ اگر مصری کی ڈلیاں ہیں تو یہ شربت کے گھونٹ" کچھ شک نہیں کہ یہ ترجمہ واقع میں ایسا ہی ہے شاہ صاحب کے ترجمے کے بعد جس ترجمے کو علمائے اہل تنقید نے نہایت پسند فرمایا اور جس کی خوبیوں کو بالاتفاق تسلیم کیا ہے وہ یہی ہے۔ یہی ایک ترجمہ ہے جس کی فصاحت و بلاغت مسلم اور جس کی ایک ایک خوبی قابل داد ہے اور جس کے معتبر اور مستند ہونے پر سب کا صاد ہے۔ مختصر یہ کہ یہ ایک بے نظیر ترجمہ ہے اور مسلمانوں کے لئے نعمت عظمٰے۔

جن اہل ایمان کو خدا کی باتیں سُننے اور ان سے مستفید و مستفیض ہونے کا شوق ہو اور اُن کے کانوں میں اب تک اس ترجمے کی آواز نہ پہنچی ہو ہم ان کو اس کی بشارت سُناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شعر

للہ الحمد ہر آں نقش کہ خاطر میخواست　　آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے سخن فہم ہموطن ایسے فصیح و بلیغ اور لاجواب ترجمے کے پنجاب سے شائع ہونے سے بہت خوش ہو رہے ہیں لیکن یہ امر اُن کے لئے خاصکر موجب مسرت ہوگا کہ اس میں اُردو کے بعض دوسرے ترجموں کے سے مشکل اور غیر مانوس الفاظ جن سے وہ بہت گھبراتے ہیں اور جن سے ان کو اُلجھن ہوتی ہے مطلق نہیں۔

اگر اس کی عام پسندیدگی پر نظر کی جائے تو اس میں کلام نہیں کہ یہ مقبول ہندوستان بھی ہے اور مقبول پنجاب بھی مگر بہت سے وجوہ سے اہل پنجاب کے ہاں اس کی قبولیت کا درجہ خصوصیت کے ساتھ بڑھا ہوا ہے اور حقیقت میں وہ اس کو اپنے لئے مخصوص کو لینے میں حق بجانب بھی ہیں۔ ہدیہ تین روپے (سے) ہے۔

سب کتابیں اس پتے سے طلب کیجئے { **نذیر محمد خان۔ شہر جالندھر۔ کوٹ اچھی (پنجاب)**

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس [illegible] بیک وقت [illegible] کتابیں [illegible]
[illegible] جامعہ عثمانیہ [illegible]
مجالس شعبہ جات [illegible] جامعہ عثمانیہ ایک ماہ [illegible] لے سکتے ہیں [illegible]

۲- اساتذہ جامعہ [illegible] کتابیں [illegible] اور اراکین دار الترجمہ [illegible] دو کتابیں [illegible]

۳- طلبائے ایم اے، ایل ایل بی [illegible] کتابیں [illegible]
طلبہ [illegible] کتابیں [illegible] پانچ کتابیں [illegible]

۴- مدت مقررہ [illegible] کتابیں [illegible] ایک آنہ یومیہ فی کتاب [illegible] جرمانہ [illegible]

۵- بشرط [illegible] کتاب [illegible] مستعیر [illegible]

۶- کتابیں اگر گم یا خراب ہو جائیں تو [illegible] مستعیر [illegible]

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان بنانا یا [illegible] ہوگی۔

۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہیں کی جائیں گی فقط